ماہنامہ
مصباح
احمدی خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے
اگست 2016 • ظہور 1395 ہش
مدیر: مرزا خلیل احمد قمر

احمدی مستورات کی تعلیم و تربیت کے لئے

ماہنامہ

مصباح

مدیرہ

مرزا خلیل احمد قمر

ظہور 1395 ہش، اگست 2016ء

جلد نمبر_______89/64

شمارہ نمبر_______8

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ مصباح

چناب نگر (ربوہ) ضلع چنیوٹ

پبلشر، پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

قیمت فی شمارہ:.........25 روپے

سالانہ چندہ پاکستان:......300 روپے

PH: 0092-047-6211064

E.Mail:.officemisbah@yahoo.com

www.misbah-lajnapk.org

فہرست مضامین مصباح اگست 2016ء

قال اللہ تعالیٰ

☆ وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کو پڑھتے ہیں اور نماز (باجماعت) ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خفیہ بھی اور ظاہر بھی خرچ کرتے ہیں وہی درحقیقت ایسی تجارت کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔

☆ کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ ان کو ان کے اعمال کے پورے پورے اجر دے گا اور ان کو (ان کے اعمال کے اجر کے علاوہ) اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دے گا (جس کی وجہ سے ان کے حالت اس دنیا سے ہزاروں گنے بہتر ہوگی) اس لئے کہ وہ (خدا) بہت بخشنے والا (اور) بہت قدر کرنے والا ہے۔

☆ اور وہ بات جو ہم نے اس قرآن میں سے تجھ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے بالکل سچی ہے اور پوری ہو کر رہنے والی ہے اور اس سے پہلے جو وحی آچکی ہے اس کو پورا کرنے والی ہے اللہ اپنے بندوں سے یقیناً باخبر ہے (اور) ان کی حالت کو دیکھتا ہے۔

☆ پھر (حقیقت یہ ہے کہ نزول وحی کے بعد) ہم نے اپنی کتاب کا ہمیشہ (ہمیشہ) انہی لوگوں کو وارث بنایا ہے جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا، پس ان میں سے کوئی آدمی تو ایسا ثابت ہوا جو اپنی جان پر انتہائی ظلم کرنے والا تھا اور کوئی ان میں سے ایسا نکلا جو درمیانی چال چلنے والا تھا اور کوئی کوئی ایسا نکلا جو نیکیوں میں اللہ کے حکم سے دوسروں سے آگے بڑھنے والا تھا۔ یہ (اللہ کا) بڑا فضل ہے۔

(سورۃ فاطر: آیت 30 تا 33)

قال الرسول ﷺ

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ یعنی اسے اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے اور اس میں یہ اہلیت اور استعداد رکھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ظلی طور پر اپنا سکے۔ (مسند احمد)

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنے مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے عیال (مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

☆ حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ عملوں میں سے کون سا عمل افضل ہے حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور اس کے راستہ میں جہاد کرنا۔ پھر میں نے پوچھا قربانیوں میں سے کون سی قربانی افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ان جانوروں میں سے جو مالک کو زیادہ پسند ہو، زیادہ قیمتی ہو۔ میں نے عرض کی اگر میں ایسا نہ کرسکوں تو پھر کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کسی کام کرنے والے کی مدد کر یا اناڑی جو اپنا کام اچھی طرح نہیں کرسکتا اس کا ہاتھ بٹا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! اگر میں اس کام کو بھی پوری طرح نہ کرسکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ لوگوں کو نقصان پہنچانے سے بچ۔ کیونکہ یہ بھی تیری طرف سے ایک طرح کا صدقہ ہے اور تیرے لئے فائدہ مند ہے۔ (مسلم کتاب الایمان)

ارشادات عالیہ

عملی حالت کی اہمیت: یادرکھو کہ صرف زبانی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تک عملی حالت درست نہ ہو۔ جو شخص حقیقی طور پر خدا کو ہی اپنا ربّ اور مالکِ یوم الدین سمجھتا ہے ممکن ہی نہیں کہ وہ چوری، بدکاری، قمار بازی یا دیگر افعال شنیعہ کا مرتکب ہو سکے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ سب چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں اور ان پر عملدرآمد کرنا خدا تعالیٰ کے حکم کی صریح نافرمانی ہے۔ غرض انسان جب تک عملی طور پر ثابت نہ کر دیوے کہ وہ حقیقت میں خدا پر سچا اور پکا ایمان رکھتا ہے تب تک وہ فیوض اور برکات حاصل نہیں ہو سکتے جو مقربوں کو ملا کرتے ہیں۔ وہ فیوض جو مقربانِ الٰہی اور اہل اللہ پر ہوتے ہیں وہ صرف اسی واسطے ہوتے ہیں کہ ان کی ایمانی اور عملی حالتیں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہیں اور انہوں نے خدا تعالیٰ کو ہر ایک چیز پر مقدم کیا ہوا ہوتا ہے۔

سمجھنا چاہئے کہ...... صرف اتنی بات کا ہی نام نہیں ہے کہ انسان زبانی طور پر ورد وظائف اور ذکر اذکار کرتا رہے بلکہ عملی طور پر اپنے آپ کو اس حد تک پہنچانا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید و نصرت شامل حال ہونے لگے اور انعام و اکرام وارد ہوں۔ جس قدر انبیاء اولیاء گذرے ہیں ان کی عملی حالتیں نہایت پاک و صاف تھیں اور ان کی راستبازی اور دیانتداری اعلیٰ پایہ کی تھی اور یہی نہیں کہ جیسے یہ لوگ احکامِ الٰہی بجالاتے ہیں اور روزے رکھتے اور (تزکیہ اموال) ادا کرتے ہیں۔ اور نمازوں میں رکوع سجود کرتے اور سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے تھے اور احکام الٰہی بجالاتے تھے بلکہ ان کی نظر میں تو سب کچھ مردہ معلوم ہوتا تھا اور ان کے وجودوں پر ایک قسم کی موت طاری ہوگئی تھی۔ ان کی آنکھوں کے سامنے تو ایک خدا کا وجود ہی رہ گیا تھا۔ اسی کو وہ اپنا کارساز اور حقیقی ربّ یقین کرتے تھے۔ اسی سے ان کا حقیقی تعلق تھا اور اسی کے عشق میں وہ ہر وقت محو اور گداز رہتے تھے۔ (الحکم جلد 12 نمبر 1، 2 جنوری 1908)

اداریہ

اپنے احمدی ہونے کے مقصد کو پورا کرنے والے بنیں

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں: ”تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ۔ اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دوسرے اس کو قبول کرلیں۔ ...... جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی کوئی خریدار نہیں ہوسکتا۔ جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے۔“

”دیکھنا ہوگا کہ ہمارے عبودیت کے معیار کیا ہیں؟؟

ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہماری عملی کوششوں میں نیک نیتی اور اخلاص و وفا کتنا ہے؟

دو قسم کی روکیں ہیں جو عملی اصلاح کے راستہ میں حائل ہوتی ہیں ایک قوت ارادی میں کمی اور دوسری قوت عملی میں کمی۔ لیکن ان کے درمیان ایک اور صورت عملی اصلاح میں کمی کی بھی ہے اور وہ ہے علمی طور پر کمزوری۔ یہ دونوں طرف اپنا اثر ڈالتی ہے......

.... گویا اصلاح اعمال کے لئے تین چیزوں کی مضبوطی کی ضرورت ہے پہلے قوت ارادی کی طاقت کہ وہ بڑے کام کرنے کی اہل ہو۔ علم کی زیادتی کہ ہماری قوت ارادی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتی رہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے۔ اور صحیح کی تائید کرنی ہے اور اس پر عمل کرنے کے لئے پورا زور لگانا ہے تاکہ غفلت میں رہ کر انسان موقع نہ گنوا دے۔ تیسرے قوت عملیہ کی طاقت کہ ہمارے اعضاء ہمارے ارادہ کے تابع چلیں۔ بد ارادوں کے نہیں۔ نیک ارادوں کے اور اس کا حکم ماننے سے انکار نہ کریں۔ یہ باتیں گناہوں سے نکالنے اور اعمال کی اصلاح کا بنیادی ذریعہ ہیں۔......

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک نکتہ یہ بھی فرمایا ہے کہ: یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قوت عملی کی کمزوری دو طرح کی ہوتی ہے۔ حقیقی اور غیر حقیقی۔ غیر حقیقی تو یہ ہے کہ قوت تو موجود ہو لیکن عادت کی وجہ سے زنگ لگ چکا ہو اور حقیقی یہ ہے کہ ایک لمبے عرصے کے عدم استعمال کی وجہ سے وہ مردہ کی طرح ہوگئی ہو اور اسے بیرونی مدد اور سہارے کی ضرورت پیدا ہوگئی ہو۔ غیر حقیقی مثال ایسے شخص کی ہے جس میں طاقت تو ہو کہ مَن بوجھ اٹھا سکے، چالیس کلو وزن اٹھا سکے لیکن کام

کرنے کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے جب اسے بوجھ اٹھانے کا کہوتو اسے گھبراہٹ چڑھ جاتی ہے۔ پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔ایسا شخص اگر اپنی طبیعت پر بوجھ ڈالے گا تو پھر بوجھ اٹھانے کے قابل ہو جائے گا۔اور اس میں کامیابی حاصل ہو جائے گی۔اور حقیقی کی مثال یہ ہے کہ دیر تک کام نہ کرنے کی وجہ سے اس میں کام کرنے کی طاقت ہی نہیں رہتی۔اور اس میں دس بیس سیر سے یا کلو سے زیادہ وزن اٹھانے کی طاقت نہیں رہتی۔تو ایسے شخص کو وزن اٹھوانے کے لئے مددگار دینا ہوگا۔اس کی اصلاح کے لئے اس کی قوت ارادی کو بڑھانے کے لئے اور اس کی قوت عملی کو بڑھانے کے لئے پھر کچھ طریقے اختیار کرنے ہوں گے۔غرض جب طاقت کا خزانہ موجود نہ ہو تو اس وقت بیرونی ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں تا کہ کام کو پورا کیا جاسکے۔یہی حال اعمال کی اصلاح کا ہے اور مختلف لوگوں کے لئے مختلف علاجوں کی ضرورت ہے۔ایک ہی علاج ہر ایک کے لئے نہیں ہے۔بعض کے لئے قوت ارادی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔بعض کے لئے قوت عملی پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور بعض کے لئے اس صورت میں جبکہ بوجھ زیادہ ہو اور انکی ہمت طاقت اور برداشت سے باہر ہو۔بیرونی مدد کی ضرورت ہے۔......(فرمودہ حضرت مصلح موعودؓ)

اس وقت معاشرہ کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔جماعت کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔ذیلی تنظیموں کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔

پس ہمیں اپنی عملی اصلاح کے لئے ان باتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے ان باتوں کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔اپنی قوت ارادی کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے،اپنی قوت عملی کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔تا کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں۔......اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا،اپنی قوت ارادی کو دعا کے ذریعہ سے مضبوط کرنا ہے اور قوت کا خرچ کرنا قوت ارادی اور قوت عملی کا اظہار ہے۔جب یہ اظہار اعلیٰ درجہ کا ہو جائے تو یہی ایمان ہے اور پھر بندہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے اور اس کی رضا کے حصول کی طرف توجہ رہتی ہے۔

پس عملی حالتوں کی درستی کے لئے محنت اور مسلسل نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔تا کہ ہر احمدی اپنے احمدی ہونے کے مقصد کو پورا کر سکے۔آمین

(خ۔ج۔فرمودہ 10 جنوری 2014ء بیت الفتوح یو کے)

منظوم کلام حضرت مصلح موعودؓ

روتے روتے ہی کٹ گئیں راتیں ذکر میں ہی بسر ہوئیں راتیں
جن میں ہوتا ہے وصلِ یار نصیب ایسی بھی ہوتی ہیں کہیں راتیں
ایسی راتوں کو یاد کرتا ہوں دل مکاں ہے تو ہیں مکیں راتیں
جن کو ہوتا ہے یار کا دیدار ہیں انہیں کے لئے بنی راتیں
لاکھ دن ان کے نام پر قرباں نگہتیں راتیں عنبریں راتیں
عاشقوں کے لئے ہیں اِک رحمت ناز بردار نازنیں راتیں
دن کی تاریکیاں ہیں کرتی دُور مہ نما ہیں یہ مہ جبیں راتیں
جن میں موقع ملے تہجد کا ہوتی ہیں بس وہ بہتریں راتیں
شمع پروانوں کو نصیب ہو جب دن کہو ان کو وہ نہیں راتیں

سوتے سوتے میں جو گذر جائیں
وہی راتیں ہیں بد تریں راتیں

افاضات

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

لغویات سے بچیں

''آج کل معاشرے میں عمومی طور پر بُرائیاں بڑھ رہی ہیں۔ ٹی وی، انٹرنیٹ، فون کے تحریری پیغامات، ٹیکسٹ میسیجز اور Facrbook وغیرہ اور اسی قسم کی دوسری لغویات نے معاشرے کو لپیٹ میں لیا ہوا ہے اور اس خطرہ کو میں بار بار بیان کر کے ہوشیار کر رہا ہوں۔'' (ایک خط۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ)

''انٹرنیٹ پر بعض سائٹس ہیں۔ بڑے گندے پروگرام اُن میں آتے ہیں۔ اِن سب سے بچنا ہی حقیقی مومن کی نشانی ہے اور یہی ایک حقیقی احمدی کی نشانی ہے کہ ان سب لغویات سے، فضولیات سے بچیں۔ کیونکہ اللہ کے اس انعام سے جڑے رہنے کے لئے اور فیض پانے کے لئے یہ ضروری ہے۔''

''آگے اللہ تعالیٰ ایک جگہ پھر فرماتا ہے کہ لغویات سے...... پرہیز کرتا ہے۔ مومن کی ایک اور نشانی یہ ہے کہ وہ لغویات کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنا وقار رکھتے ہوئے، یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم احمدی ہیں، ہمارا کام نہیں کہ دنیا کی لغویات اور فضولیات میں پڑیں۔ اُن سے بچتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ مثلاً آج کل مختلف ٹیلی وژن چینل ہیں جن میں انتہائی لغو اور بیہودہ پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ بعض اچھے پروگرام بھی آرہے ہوتے ہیں لیکن ان کے درمیان میں انتہائی بیہودہ اور لغو اشتہارات شروع ہو جاتے ہیں۔ تو ہر احمدی کو چاہئے، چاہے وہ بچی ہے، لڑکی ہے یا عورت ہے یا مرد ہے، اُس کا یہ کام ہے کہ اگر ایسے پروگرام آرہے ہوں یا کسی بھی قسم کی ایسی تصویر نظر آئے تو فوراً اسے بند کر دیں۔ اور جیسے مَیں بات کر رہا ہوں کہ اشتہار بیچ میں آجاتے ہیں تو اُن کو بھی نہیں دیکھنا چاہئے۔ اور جو بیہودہ پروگرام ہیں اُن کے تو قریب بھی ایک احمدی بچی کو، ایک احمدی لڑکی کو، ایک احمدی عورت کو نہیں جانا چاہئے۔''

''بعض دفعہ ایک عمر کو پہنچ کر بعض نوجوان بچیاں جو ہیں اُن کو یہ خیال آتا ہے کہ شاید دین ہم پر بعض

پابندیاں عائد کر رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ بعض ٹی وی چینلز ہیں، ویب سائٹس ہیں جو فضول اور لغو ہیں ان کو نہ دیکھیں۔ لیکن غیروں کے زیر اثر یہ سوال اُٹھتے ہیں کہ اُنہیں دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ ہم کون سا وہ حرکتیں کر رہی ہیں جو ٹی وی چینلز پر دکھائی جاتی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ دو چار چھ دفعہ دیکھنے کے بعد یہی حرکتیں پھر شروع بھی ہو جاتی ہیں۔ بعض گھر اس لئے تباہ ہوئے کہ وہ یہی کہتے رہے کہ کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ دین سے بھی گئے، دنیا سے بھی گئے، اپنے بچوں سے بھی گئے۔ تو یہ جو ہے کہ کیا فرق پڑتا ہے، کچھ آزادی ہونی چاہئے۔ یہ بڑی نقصان دہ چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لغو سے بچو تو اس لئے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی فطرت کو جانتا ہے۔ اُسے پتہ ہے کہ آزادی کے نام پر کیا کچھ ہونا ہے اور ہوتا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کو یہی کہا تھا کہ میں ہر راستے سے ان بندوں کے پاس جو آدم کی یہ اولاد ہے انہیں ورغلانے آؤں گا اور سوائے عبادالرحمٰن کے سب کو میں قابو کرلوں گا۔ اُس نے بڑا کھل کے چیلنج دیا تھا۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں "فیس بک (Facebook) ہے یا ٹوئٹر (Twitter) ہے یا چیٹنگ (Chatting) وغیرہ ہیں۔ کمپیوٹر وغیرہ پر مجالس لگی ہوتی ہیں۔ اور ایسی بیہودہ اور ننگی باتیں بعض دفعہ ہو رہی ہوتی ہیں، جب ایک دوسرے فریق کی لڑائی ہوتی ہے تو پھر نوجوان وہ باتیں مجھے بھی بھیج دیتے ہیں کہ کیا کیا باتیں ہو رہی تھیں۔ پہلے خود ہی اس میں شامل بھی ہو جاتے ہیں۔ ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ کوئی شریف آدمی ان کو دیکھ اور سن نہیں سکتا۔ بڑے بڑے اچھے خاندانوں کے لڑکے اور لڑکیاں اس میں شامل ہوتے ہیں اور اپنا ننگ ظاہر کر رہے ہوتے ہیں۔ پس احمدی کے لئے ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔"

"آجکل کے ان لوگوں کی طرح نہیں جو ساری رات یا رات دیر تک یا تو انٹرنیٹ پر بیٹھے رہتے ہیں یا ٹی وی کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں یا اور دنیاوی کاموں میں ملوث رہتے ہیں۔ ان کی رات کو نیند پوری نہیں ہوتی۔ صبح اٹھتے ہیں تو ادھ پچدی نیند کے ساتھ، اس میں نماز کیا ادا ہو گی؟ اور ان کے دوسرے کاموں میں کیا برکت پڑے گی۔ ہر شخص چاہے دنیا دار ہو اپنے بہترین کام کے لئے تازہ دم ہو کر کام کرنے کی کوشش کرتا ہے تا کہ پوری توجہ سے کام ہو۔ اس

کام کے بہترین نتائج ظاہر ہوں۔'' (خ۔ج۔فرمودہ 15مارچ 2013ء)

'' آپ نے فرمایا: جن کو شوق ہے، بعضوں کو رات دیر تک ٹی وی دیکھنے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہنے کی عادت ہوتی ہے، خاص طور پر ویک اینڈ (weekend) پر تو نماز کے لئے جلدی اٹھنے کی وجہ سے جلدی سونے کی عادت پڑے گی اور بلاوجہ وقت ضائع نہیں ہوگا۔ خاص طور پر وہ بچے جو جوانی میں قدم رکھ رہے ہیں، ان کو صبح اٹھنے کی وجہ سے ان دنیاوی مصروفیات کو اعتدال سے کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔''

......اچھی دیکھنے والی چیزیں بھی ہوتی ہیں، معلوماتی باتیں بھی ہوتی ہیں، ان سے میں نہیں روکتا، لیکن ہر چیز میں ایک اعتدال ہونا چاہئے۔ (خ۔ج فرمودہ 22جون 2012ء)

''پس آج کل کی بعض ایجادوں کا جو غلط استعمال ہے یہ بھی شیطان کے حملوں میں سے ہی ہے۔ اس لئے ہر احمدی بچی کو ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیشہ سوچیں کہ ہم احمدی ہیں اور اگر ہم نے احمدی رہنا ہے تو پھر ان لغویات سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیشہ یہ سوچیں کہ اگر ہم نے احمدیت کو سچا سمجھ کر مانا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا سمجھتے ہیں اور آپؑ کو سچا سمجھتے ہوئے آپؑ کی بیعت میں شامل ہوئے ہیں تو ہمیں تمام ان باتوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے جن سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، تبھی ہم اُن انعاموں سے فیض اٹھا سکیں گے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے فرمایا ہے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں ''ہر نئی ایجاد جو ہم کرتے ہیں اس کو بھی زینت بنا دیا، اس کی اہمیت بیان فرمائی لیکن فرمایا کہ ہر چیز کی اہمیت اپنی جگہ لیکن اس کا فائدہ تبھی ہے جب احسن عمل کے ساتھ یہ وابستہ ہو۔ پس ہمیں نصیحت ہے کہ ان ایجادات سے فائدہ اٹھاؤ لیکن احسن عمل مدّ نظر رہے۔ یہ ایجادات ہیں، ان کی خوبصورتی تبھی ہے جب اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کام کیا جائے یا کام لیا جائے۔''

(خ۔ج فرمودہ 18اکتوبر 2013ء)

'' آج خدا تعالیٰ نے ان کتابوں کو نشر کرنے کے اور...... کے مخالفین کے جواب دینے کے پہلے سے بڑھ کر

ذرائع مہیا فرمادیئے ہیں جو تیز تر ہیں۔ کتابیں پہنچنے میں وقت لگتا تھا اب تو یہاں پیغام نشر ہوا اور وہاں پہنچ گیا۔ یہاں کتاب پرنٹ ہوئی اور دوسرے end سے نکال لی گئی۔ آج حضرت مسیح موعودؑ کی کتب، قرآن کریم اور دوسرا (دینی) لٹریچر انٹرنیٹ کے ذریعہ، ٹی وی کے نشر ہونے کی نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔ جو تیزی میڈیا میں آج کل ہے آج سے چند دہائیاں پہلے ان کا تصور بھی نہیں تھا۔ (خ۔ج فرمودہ 15 اکتوبر 2010ء)

پس یہ مواقع ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے ہیں کہ (دین) کی (دعوت الی اللہ) اور دفاع میں ان کو کام میں لاؤ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ جدید ایجادات اس زمانہ میں اس لئے اس نے مہیا فرمائی ہیں۔ ہمارے لئے یہ مہیا کر کے (دعوت الی اللہ) کے کام میں سہولت پیدا فرمادی ہے اور ہماری کوشش اس میں یہ ہونی چاہئے کہ بجائے لغویات میں گزارنے کے، ان سہولتوں سے غلط قسم کے فائدے اٹھانے کے ان سہولتوں کا صحیح فائدہ اٹھائیں، ان کو کام میں لائیں۔ اور اگر اس گروہ کا ہم حصہ بن جائیں جو مسیح محمدی کے پیغام کو دنیا میں پہنچا رہا ہے تو ہم بھی اس گروہ میں شامل ہو سکتے ہیں، ان لوگوں میں شامل ہو سکتے ہیں جن کی خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔"

(خ۔ج فرمودہ 15 اکتوبر 2010ء)

"پھر انٹرنیٹ کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب، خلفاء کی بزرگان سلسلہ کی کتب، اور جماعتی اخبارات ورسائل تک رسائی بھی بہت سہل ہوگئی ہے جماعتی ویب سائٹس www.alislam.org پر آپ کو سلسلہ کی ہر ایک کتاب اپ لوڈ (upload) ہوئی مل سکتی ہے اور اسی طرح مختلف قسم کے اعتراضات کے جوابات کے لئے www.askahmadiyyat.org کی ویب سائٹس کے ذریعہ سے اعتراضات کے جوابات تک رسائی ممکن ہے۔

دینی و جماعتی علم کے حصول سے بڑھ کر کوئی چیز ایک احمدی کے لئے اہم نہیں ہو سکتی اس لئے کوشش کر کے ہم کو اس جدید ذریعہ سے اپنے عقائد اور مضامین کے بارہ میں معلومات لینی چاہئے۔"

"علم میں اضافے کے لئے انٹرنیٹ کی ایجاد کو استعمال کریں۔ یہ نہیں ہے کہ یا اعتراض والی ویب سائٹس تلاش کرتے رہیں یا انٹرنیٹ پر بیٹھ کے مستقل باتیں کرتے رہیں۔ آج کل چیٹنگ (Chatting) جسے کہتے ہیں۔ بعض دفعہ

یہ چیٹنگ مجلسوں کی شکل اختیار کر جاتی ہے اس میں بھی پھر لوگوں پہ الزام تراشیاں بھی ہو رہی ہوتی ہیں، لوگوں کا مذاق بھی اڑایا جا رہا ہوتا ہے تو یہ بھی ایک وسیع پیمانے پر مجلس کی ایک شکل بن چکی ہے اس لئے اس سے بھی بچنا چاہئے۔''

(خ۔م۔جلد دوم ص595)

ماں باپ شروع میں احتیاط نہیں کرتے اور جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو پھر افسوس کرتے اور روتے ہیں کہ ہماری نسل بگڑ گئی، ہماری اولادیں برباد ہو گئی ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ پہلے نظر رکھیں۔ بیہودہ پروگراموں کے دوران بچوں کو ٹی وی کے سامنے نہ بیٹھنے دیں اور انٹرنیٹ پر بھی نظر رکھیں۔ (خ۔ج۔مورخہ 23 اپریل 2010ء)

فرمایا: میں متعدد بار انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارہ میں احتیاط کا کہہ چکا ہوں۔ بعد میں پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ باپوں کی بھی ذمہ داری ہے، یہ ماؤں کی بھی ذمہ داری ہے کہ انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارہ میں بچوں کو ہوشیار کریں۔ خاص طور پر بچیوں کو۔ اللہ تعالیٰ ہماری بچیوں کو محفوظ رکھے۔ (خ۔م۔جلد دوم ص92)

''حیا بھی ایک ایسی چیز ہے جو ایمان کا حصہ ہے۔ آج کل کی دنیاوی ایجادات......ٹی وی ہے۔ انٹرنیٹ وغیرہ ہے اس نے حیا کے معیار کی تاریخ ہی بدل دی ہے۔ پس ایک احمدی کے حیا کا معیار یہ نہیں ہونا چاہئے۔ جو ٹی وی اور انٹرنیٹ پر کوئی دیکھتا ہے۔......اگر احمدی گھرانوں نے اپنے گھروں کو ان بیہودگیوں سے پاک نہ رکھا تو پھر اس عہد کا بھی پاس نہ کیا اور اپنا ایمان بھی ضائع کیا جس عہد کی تجدید انہوں نے اس زمانہ میں زمانے کے امام کے ہاتھ پہ کی ہے۔'' (خ۔ج فرمودہ 15 جنوری 2010ء)

''پس جہاں یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ان غلاظتوں سے محفوظ رکھے، وہاں ہر احمدی کو بھی اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے ان غلاظتوں سے بچنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے۔ زمانے کی ایجادات اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانا منع نہیں ہے لیکن ایک احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے زمانے کی سہولتوں سے فائدہ اٹھا کر تکمیل اشاعت ہدایت میں حضرت مسیح موعود کا مددگار بننا ہے نہ کہ بے حیائی، بے دینی اور بے اعتقادی کے زیر اثر آ کر اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کرنا ہے۔'' (خ۔ج فرمودہ 6 دسمبر 2013ء)

نعت النبیؐ

وہ جو دشتِ عرب میں ہوا ماجرا،عشق کی داستاں ہے سنا چاہیئے
نام کس کا زباں پر ہے آنے لگا،پہلے صل علیٰ تو کہا چاہیئے
اک جواںؐ مہ لقا رب پہ عاشق ہوا، مکتبِ عشق غارِ حرا میں کھلا
ربِّ کونین نے درس دے کر کہا، اب یہ سارے جہاں کو دیا چاہیئے
کوہِ فاران سے جب ہوا جلوہ گر، تھا نزولِ خدا یا طلوعِ بشر
فیصلہ تھا کہ اب فرقِ انسانیت،نورِ توحید سے جگمگا چاہیئے
بن کے محبوبِ حق غیرتِ حق ہوا،قدرتِ حق ہوا مظہرِ حق ہوا
بدر نے دیکھا اعجازِ دستِ نبی، جس کو دستِ خدا ہی کہا چاہیئے
رہ بناتے ہوئے رہبرِ دو جہاں، فرش سے عرش تک لے گئے کارواں
نقش پائے نبیؐ سے ملے گا نشاں، منزلِ عشق کا گر سرا چاہیئے
ہو زباں پر مری نعتِ خیر الوریٰ سر میں سودائے عشق شہِ دوسرا
جس کی دھڑکن کہے مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ، اے خدا وہ دلِ مبتلا چاہیئے
ذکر پر ان کے دل اب مچلنے کو ہے، دور ہو کر بھی پروانہ جلنے کو ہے
کیوں تمنا لبوں سے نکلنے کو ہے، اپنی اپنی حدوں میں رہا چاہیئے

(بریگیڈیر وقیع الزمان خان صاحب)

بیتے ہوئے کچھ دن......

اکثر شب تنہائی میں
کچھ دیر پہلے نیند سے
گزری ہوئی دلچسپیاں
بیتے ہوئے دن عیش کے
بنتے ہیں شمع زندگی
اور ڈالتے ہیں روشنی
میرے دلِ صد چاک پر

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہاں سے شروع کروں۔ نصف صدی پرانا واقعہ ہے۔ ایک خواب سا محسوس ہوتا ہے۔ بہر حال کوشش کی اور ماضی کے دھندلکوں میں کھوگئی۔ عمر تو ملازمت کی نہیں تھی مگر حالات نے مجبور کیا اور ادھوری تعلیم کے ساتھ ملازمت شروع کی۔ نصرت گرلز ہائی سکول میں بطور ٹیچر تعینات ہوئی۔ اب رہائش کا مسئلہ تھا۔ میرے خالو شیخ محمد اسماعیل صاحب کے مراسم حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سے بہت اچھے اور گہرے تھے۔ انہوں نے میری رہائش کے متعلق ڈاکٹر صاحب کو لکھا کہ اگر آپ بچی کو اپنے زیر سایہ رکھ سکیں تو انتہائی مہربانی ہوگی۔ حضرت میر صاحب نے بخوشی اجازت دے دی اور میں ان کے سایۂ عاطفت میں پانی پت سے قادیان چلی گئی۔ میرے لئے بالکل نئی جگہ نیا ماحول تھا۔ پیشتر ازیں کبھی گھر سے قدم بھی باہر نہیں نکالا تھا۔ سخت گھبراہٹ کا عالم تھا۔ مگر وہاں پہنچنے کے بعد اس گھرانے کی شفقت، محبت اور یگانگت نے سب اندیشے دور کر دئے۔ اور چند ہی روز میں مَیں اپنے آپ کو اس گھر کا ایک فرد تصور کرنے لگی۔ اس گھر میں اس وقت آٹھ افراد تھے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب، ان کی بڑی بیگم شوکت سلطان صاحبہ دوسری بیگم امتہ اللطیف بیگم صاحبہ چار صاحبزادیاں، امتہ القدوس، امتہ الہادی، امتہ الرفیق، امتہ السمیع اور سب سے چھوٹا بیٹا امین تھے۔ بڑی تین صاحبزادیاں، سیدہ مریم صدیقہ (چھوٹی آپا) امتہ اللہ بیگم اور طیبہ صدیقہ شادی شدہ تھیں اور اپنے اپنے گھروں میں آباد تھیں۔ دو بڑے صاحبزادے سید محمد احمد اور سید احمد ناصر بسلسلہ تعلیم و ملازمت باہر تھے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب انتہائی با اصول انسان تھے مگر گھر میں پوری سختی کے ساتھ ان کے احکامات پر عمل ہوتا تھا۔ ان کی اجازت کے بغیر ہماری جرأت بھی نہیں تھی کہ کہیں جا سکیں۔ صرف جمعہ کے جمعہ اچھی اماں (یہ ان کی بڑی بیگم تھیں) کے ساتھ جایا کرتے تھے وہاں محترمہ باجی جان (سیدہ مریم صدیقہ) اور اماں جان سے ملتے تھے۔ ان کی محبت اور شفقت بے پایاں تھی۔ پاس بٹھانا باتیں کرنا اور کچھ نہ کچھ ہمیں کھلانا اور پھر وقت پر ہمیں گھر پہنچانا ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ان کی تیسری صاحبزادی

سیدہ طیبہ صدیقہ جو محبت کا پیکر تھیں ان کے خاوند نواب مسعود احمد خان صاحب اپنی زمینوں پر مالیر کوٹلہ جاتے تو وہ حضرت ڈاکٹر صاحب سے گزارش کرتیں کہ کسی کو چند دنوں کے لئے میرے پاس بھیج دیں تو صرف مجھے اور امتہ القدوس صاحبہ (بیگم مرزا وسیم احمد) کو ان کے ہاں جانے کی اجازت ملتی۔ لیکن دو دن سے زیادہ نہیں اور آپا طیبہ بھی ہمیں بڑی محبت سے خوشی کے ساتھ کچھ نہ کچھ دے دلا کر رخصت کرتیں۔

ضمناً ایک واقعہ بیان کروں ایک دن اماں جان کے ہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ تقریباً ایک بجے واپس آنے لگی تو فرمایا آؤ میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔ ان کا باورچی خانہ کافی بڑا تھا ایک چوکی بچھی ہوئی تھی اور کچھ پیڑھیاں رکھی ہوئی تھیں ان پر ہم دونوں بیٹھ گئے۔ ملازمہ پھلکے بنانے لگی۔ اپنے ہاتھ سے دیگچی میں سے سالن بھنڈی گوشت اپنی اور میری پلیٹ میں ڈالا۔ ابھی کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ملازمہ سے فرمایا کہ 'آنولہ' کا جو اچار ڈالا تھا وہ نکال کر لاؤ۔ وہ لائی تو اس میں سے دو 'آنولے' میری پلیٹ میں اور ایک اپنی پلیٹ میں رکھا۔ آنولہ چار ٹکڑوں میں کٹا ہوا تھا۔ میں نے ایک ٹکڑا منہ میں رکھا تو وہ اشد کڑوا تھا۔ میرا منہ حلق تک تلخ ہو گیا میں نے گلاس بھر پانی پیا اور ایک لقمہ جلدی سے منہ میں رکھا کہ اس کی کڑواہٹ کم ہو۔ آپ نے محسوس کیا اور فوراً ایک ٹکڑا کھایا مگر اس کی تلخی کی وجہ سے کھا نہ سکیں اور اسے نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کہ تم نے اسے کس طرح نگل لیا؟ دراصل اچار ڈالے ابھی ایک دو دن ہوئے تھے اور ابھی وہ گلا بھی نہیں تھا۔

شروع شروع کی بات ہے کہ 'اچھی اماں' کے ساتھ میں اور امتہ القدوس ان کے ہاں گئے۔ تو مجھے پوچھنے لگیں کہ تمہیں کرتے سینے آتے ہیں تو میں نے ہاں میں جواب دیا تو دو عدد کرتے سینے کے لئے مجھے دے دئے گھر آ کر ہم نے انہیں کاٹا اور سی سلا کر فارغ ہو گئے۔ بغیر کسی خیال کے کہ نہ تو ہم ماپ لیا اور نہ ہی لمبائی چوڑائی کے متعلق پوچھا۔ بہر حال خوشی خوشی لے جا کر پیش کر دئے۔ اب جو کھولے تو بہت ہنسیں کہ بیوی یہ تم نے کس کے ماپ کے سئے ہیں نہ یہ میرا ماپ ہے اور نہ ہی یہ تمہارا ماپ ہے۔ میرا تو شرمندگی سے برا حال کچھ معذرت کرنے کے قابل بھی نہ تھی۔ ایک کرتہ تو ان میں سے باجی جان (سیدہ مریم صدیقہ) نے لے لیا دوسرا نہ جانے کس کو دیا۔ بہر حال یہ سب لگاؤ اور محبت مجھے صرف اس گھرانے کے قرب سے نصیب ہوئی۔

ایک خاص بات جو میں نے اس گھرانے میں دیکھی وہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی دونوں بیویوں کا یکجا رہنا تھا۔ چھوٹی بیگم اچھی اماں کو آپا جان کہا کرتی تھیں میں نے دو سال کے دوران کبھی کسی چھوٹی یا بڑی بات پر ان میں کوئی جھگڑا باعث یا تلخ کلامی ہوتے کبھی نہیں دیکھی۔ دونوں ہی نے اپنی اپنی جگہ ایثار و قربانی سمجھ بوجھ اور عقلمندی کا ثبوت دیا۔ گھریلو انتظام و انصرام میں اچھی اماں کا کوئی عمل دخل نہیں تھا یہ ساری ذمہ داری چھوٹی بیگم کی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کے کھانے کا بندوبست، لباس اور

دیگر ضروریات کی ذمہ داری بھی ان کی ہی تھی۔

بچوں پر رعب اچھی اماں کا تھا۔ وہ ڈانٹیں ڈپٹیں کبھی اماں (امتہ الطیف بیگم) نے نہیں پوچھا کہ کیا بات ہے۔ چھوٹا بچہ 'امین' بہت ہی معصوم اور بھولا بھالا تھا لیکن لڑکا ہونے کے ناطے شرارتی بھی تھا اسی وجہ سے اکثر و بیشتر اچھی اماں سے مار کھاتا تھا لیکن اپنی ماں نے کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا کہ کس کو مار پڑ رہی ہے۔ اچھی اماں نے اگر کوئی بات کر دی یا مشورہ دیا کہ اس طرح کرنا ہے تو اماں (میں بھی انہیں اماں ہی کہا کرتی تھی) نے بڑی خوش دلی کے ساتھ ان کے مشورہ پر عمل کیا۔ میں نے ان کے گھر کا یہ مثالی نمونہ آج تک کہیں نہیں دیکھا۔ اچھی اماں چونکہ گھر کے انتظام سے فارغ تھیں اور ان کو آنے جانے کا شوق بھی تھا لہٰذا وہ اکثر و بیشتر زیادہ تر اماں جان کے پاس یا دیگر عزیز و اقارب کے ہاں آتی جاتی تھیں لیکن اماں کو میں نے سوائے کسی تقریب کے جس میں حضرت ڈاکٹر صاحب بھی ہوں جاتے نہیں دیکھا۔ ان کا تمام وقت گھر میں ہی گزرتا تھا۔ اماں انتہائی متحمل مزاج اور صبر والی تھیں۔ کبھی تیزی سے گفتگو بھی نہیں کی کسی کی بُرائی میں نے ان کی زبان سے نہیں سنی۔ قوت برداشت کی انتہا تھی۔ یہی وجہ تھی کہ طبیعتوں میں اختلاف کے باوجود گھر میں امن وسکون تھا۔ ایک دوسرے کا وقار اور ایک دوسرے کی عزت تھی۔ نہ صرف عزت بلکہ محبت تھی۔ اچھی اماں کا تو خاندان میں آنا جانا تھا لیکن اماں تو بالکل گھریلو خاتون تھیں مگر خاندان کی خواتین اکثر و بیشتر ان کے پاس آتی جاتی تھیں۔

جس زمانے میں میں وہاں آئی تو ان کی دیورانی بیگم میر محمد اسحٰق ان کے گھر اپنی بیٹی بشریٰ بیگم کے جہیز کی تیاری کے سلسلے میں دو تین ماہ مقیم رہیں۔ بڑی محبت کرنے والی خاتون تھیں۔ مجھے یاد ہے جب پاکستان بننے کے بعد لاہور میں رتن باغ میں مقیم تھے تو صالحہ بیگم (بیگم میر محمد اسحٰق) بیمار ہوگئیں۔ میں میری والدہ اور خالہ ان کی طبیعت پوچھنے کے لئے گئے۔ کمرے میں بیٹھی تھیں ان کی بڑی صاحبزادی نصیرہ بیگم (بیگم مرزا عزیز احمد) ان کے پاس بیٹھی تھیں۔ ہم نے دروازہ کھولا۔ تو وہ باہر آکر کہنے لگیں کہ ڈاکٹروں نے ان کو آرام کا مشورہ دیا ہے بس آپ دعا کریں۔ ان کی آواز سنی تو فوراً فرمانے لگیں نصیرہ بیگم ان کو اندر آنے دو یہ تو ہمارے اپنے ہیں۔ چنانچہ ہم اندر گئے بے انتہا شفقت اور محبت سے ملیں۔ پندرہ بیس منٹ تک اٹھنے نہ دیا باتیں کرتی رہیں۔ ان کی طبیعت کی کمزوری کے پیش نظر ان سے اجازت لے کر گھر آگئے۔ ان کی دوسری صاحبزادی سیدہ بیگم (بیگم ملک عمر علی) خلوص اور شفقت کا پیکر تھیں۔ جب بھی ملتیں تو اس طرح گلے لگاتی تھیں کہ انگ انگ جھوم جاتا تھا۔ آخری دنوں کی بات ہے کہ ان کی صاحبزادی کی شادی تھی۔ ولیمہ والے دن میں ربوہ گئی اس وقت میں مکرمہ باجی جان (سیدہ مریم صدیقہ) کے پاس ہی ٹھہرا کرتی تھی کوئی چار بجے کا وقت تھا تو آپا سیدہ کا فون آیا کہ شام کو آپ بھی کھانا ادھر ہی کھائیں باجی جان نے بتایا کہ حور بانو بھی آئی ہوئی

ہے۔ بہت خوش ہوئیں ان کو تاکید کی کہ اس کو ضرور لے کر آئیں شام کو ان کے گھر گئے۔ اندر پلنگ پر لیٹی ہوئی تھیں میں گئی ان کے پاس پلنگ پر بیٹھ گئی لیٹے لیٹے ہی مجھے گلے لگا لیا کتنی دیر اس طرح لپٹائے رکھا بار بار کہتیں تم سے مل کر خوشی ہوئی ہے دل ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر اپنی بیماری کا حال بتاتی رہیں کہ بخار نارمل نہیں ہے۔ میں ان کے پاس تقریباً ایک گھنٹہ بیٹھی رہی۔ یہ میری ان کی آخری ملاقات تھی۔

تیسری صاحبزادی بشریٰ بیگم جب بھی ملتیں شکوہ ہی رہتا کہ لاہور میں رہتے ہوئے بھی نہیں ملتیں مگر میں اپنی مصروفیات میں ایسی الجھی رہتی کہ ان سے بہت کم ملاقات ہوتی مگر ان کی محبت اور عزت میں کبھی فرق نہیں آیا۔ ''الصفہ'' (حضرت ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی کا نام) میں رہتے ہوئے میرا کمرہ ہم سب لڑکیوں کا مرکز ہوتا تھا سکول سے آنے کے بعد اکٹھے رہتے تھے۔ باتیں ہنسی مذاق چٹکلے دنیا بھر کی گفتگو ہوتی اور ہمارے ساتھ چھوٹا سا ننھا سا بھولا بھالا امین جو ہم سب کے بیچ میں بیٹھا ہوتا اپنی معصوم سی باتوں کے ساتھ ہم سب کو ہنساتا رہتا۔ ہم اسے اپنا 'سہیلا' کہا کرتے اب تو جب اس کی یاد آتی ہے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ سب سے چھوٹا کس کم عمری میں سب سے جدا ہو گیا۔ مجھے تو اب بھی وہ چھوٹا سا امین یاد آتا ہے۔ کس قدر پیارا تھا کتنا معصوم تھا۔ آخری بار بھی جب ربوہ آیا تو آپا طیبہ سے مجھ سے ملنے کی فرمائش کی۔ انہوں نے کہا کہ اچھا اب جب بھی تم آؤ گے تو تم سے ضرور ملا دوں گی۔ مگر زندگی نے مہلت نہ دی۔ میرا پیارا منا سا بھائی رخصت ہو گیا۔ اللہ اس کے بچوں کو سلامت رکھے اور ہر قدم پر ان کا حامی و ناصر ہو آمین۔

اس گھرانے کی محبت شفقت اور احساس کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ مجھے بخار ہو گیا جو 104 ڈگری تک آٹھ دن چڑھا رہا۔ جب ٹھیک ہوئی تو ظاہر ہے کہ کمزوری بے انتہا تھی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے اماں سے کہا کہ اس کو روزانہ صبح دودھ میں انڈا اور شہد ڈال کر دیا کرو۔ ایک ماہ تک مجھے پلایا گیا۔ ایک مرتبہ کسی نے تحفہ میں زبان کے پارچے حضرت ڈاکٹر صاحب کو بھیجے اماں نے فرائی کئے بہت مزیدار بنے۔ دوپہر کو ایک ایک ٹکڑا سب کو مل گیا۔ میں نے اس کے مزے کی بہت تعریف کی شام کے کھانے میں اماں نے ایک ٹکڑا مجھے دیا کہ یہ ڈاکٹر صاحب نے تمہارے لئے چھوڑا تھا کہ اسے بہت پسند آیا ہے۔ اس کو دے دو۔ میں بے انتہا شرمندہ ہوئی ایک بات یہ تھی کہ وہاں بات کرنے میں بہت محتاط رہنا پڑتا تھا۔ زبان سے کوئی بھی اچھی بری بات نکل جائے پھیل جاتی تھی۔ کچھ عرصہ بعد میں نے اپنی والدہ کو بلانے کی خواہش کا اظہار کیا اور کسی گھر کی تلاش کی۔ اماں نے فرمایا کہ میری والدہ (بیگم مرزا شفیع احمد) کے گھر کا ایک پورشن خالی ہے وہ مجھے دے دیا جائے۔ چنانچہ میں نے اپنی والدہ اور بہن کو بلا لیا۔ لیکن الگ کیا تھے ایک طرح اکٹھے ہی تھے۔ ہر روز باقاعدگی سے ان کا ملازم اللہ بخش جس کو ہم اچی کہا کرتے تھے ایک ٹرے لے کر آتا تھا کہ

بیگم صاحبہ نے بی بی کے لئے کھانا بھیجا ہے۔ آپکے ہاں جو کچھ پکا ہو وہ آپ بھیج دیتیں۔ یہ محبت اور یگانگت کی انتہا تھی۔ جو عام زندگی میں انتہائی قربت کے عالم میں بھی جس کی مثال نہیں مل سکتی۔

''اماں'' انتہائی صبر اور استقامت کا پیکر تھیں۔ ان کی والدہ قادیان ہی میں فوت ہوگئی تھیں۔ پھر تقسیم کے وقت افراتفری اور ہندوؤں کے ظلم و ستم کے بھینٹ ان کا بھائی مرزا احمد شفیع گھر کے اندر شہید کر دیا گیا۔ پاکستان بننے کے فوراً بعد ان کے چھوٹے بھائی مرزا منور احمد امریکہ میں انتقال کر گئے۔ لیکن اماں کا صبر دیکھ کر دوسرے رو پڑے تھے۔ آنکھیں غم سے سرخ اور چہرہ تمتمایا ہوا تھا مگر کیا مجال کہ ایک لفظ شکوہ کا منہ سے نکل جائے۔ بس دونوں اچھی اماں اور اماں ایک کمرے میں اپنے دکھ درد سمیٹے لیٹی رہتی تھیں۔

ان کے آخری وقت تک اپنے بیٹوں کے علاوہ میر داؤد احمد (پسر میر محمد اسحق صاحب) نے بھی ان کا بڑا ساتھ دیا۔ وہ باقاعدگی کے ساتھ روزانہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ان کی ضروریات کے متعلق پوچھتے۔ صحت کا حال احوال دریافت کرتے۔ حتی الوسع انہوں نے خدمت میں کمی نہیں کی۔ مگر ان کی تو اپنی عمر نے وفا نہ کی اور اپنے بچوں کی خوشیاں دیکھنی بھی نصیب نہ ہوئیں۔

ان کے بڑے صاحبزادے سید محمد احمد، اللہ ان کو عمر دراز عطا فرمائے زیادہ تر بسلسلہ ملازمت باہر ہی ہوتے تھے۔ دوسرے صاحبزادے سید احمد ناصر بہت زیادہ حساس اور ہمدرد تھے۔ وہ بھی زیادہ تر بیرون ملک ہی رہے دل کے دورہ سے عین جوانی میں ہارٹ اٹیک سے جاپان میں انتقال کر گئے۔ اور اب تو ان کی دو صاحبزادیاں چھوٹی آپا سیدہ مریم صدیقہ اور آپا طیبہ بیگم نواب مسعود احمد خان صاحب بھی اس دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں۔

☆اللہ تعالیٰ ان کے باقی بچوں☆ سید محمد احمد، آپا امتہ اللہ بیگم پیر صلاح الدین صاحب امتہ الہادی بیگم پیر ضیاء الدین صاحب امتہ الرفیق بیگم حضرت اللہ پاشا صاحب اور امتہ السمیع بیگم مرزا رفیع احمد صاحب کو سلامت رکھے۔ اور ان کو اپنے والدین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین۔

یہ سب کچھ لکھنے سے میرا مقصد اپنا تذکرہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ واقعات یا اور اس طرح کی بے شمار باتیں ہیں۔ یہ سب واقعات جو اس گھرانہ کی عظمت، وقار، اعلیٰ ظرفی، نیکی، بردباری، اصول پسندی کے آئینہ دار ہیں۔ خاندان اور دوستوں سے محبت ان کا وطیرہ تھا۔ گھر میں نیکی کی تلقین نماز، روزہ کی پابندی کی جاتی تھی۔ میرے خالو شیخ اسماعیل پانی پتی کے ان کے ساتھ اچھے مراسم تھے۔ ان کے بیٹے شیخ مبارک محمود پانی پتی کا بھی جماعت اور خاندان سے قریبی تعلق اور واسطہ رہا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

☆(تادم تحریر یہ سب حیات تھے مگر اب وفات پا چکے ہیں۔ ناقل)

جماعت احمدیہ اور خدمت وطن

وطن سے محبت انسان کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے۔ اسی لئے ہمارے پیارے آقا نے ارشاد فرمایا کہ:

"حب الوطن من الایمان"

یعنی وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔

پاکستان ایک ایسی سرزمین ہے جس کو بہت سی قربانیوں اور بے شمار مشکلات سے گزر کر حاصل کیا گیا ہے۔ پاکستان کی تعمیر میں بڑے سے چھوٹے اعلیٰ افسر سے ادنیٰ خادم تک اور فوجی کمانڈر سے ایک عام شہری تک ہر قسم کے افراد نے اپنی جان، مال، عزت اور وقت جیسی قیمتی قربانیاں دے کر اہم کردار ادا کیا ہے۔ جہاں تک پیارے وطن پاکستان کے حصول کے لئے جماعت احمدیہ کے کردار کا تعلق ہے تو تاریخ گواہ ہے کہ ہر سطح پر احمدی جوانوں نے قربانیاں دیں ہیں۔ تحریک پاکستان کی آواز ہو یا بین الاقوامی مذاکرات اور 1965ء کا میدان کارزار ہو یا 1971ء کا محاذ جنگ، جماعت احمدیہ کے جوان دیوانہ وار وطن کی آبرو کے لئے ہر میدان میں نمایاں خدمات سرانجام دیتے نظر آتے ہیں۔

ملکی خدمات:

اس میدان میں خدمت وطن کے سلسلے میں سب سے پہلا نام حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کا ہے۔ آپ تحریک پاکستان کے نامور راہنما اور پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے۔ تحریک پاکستان میں حصہ لینے والوں میں آپ کا نام بھی ہے۔ آپ پاکستان کی طرف سے جنرل اسمبلی میں عالمی عدالت انصاف کے صدر ہے۔ 1947ء میں تقسیم ہند کے وقت خضر وزارت کو مستعفی ہونے پر آمادہ کیا اور مسلم لیگ کی طرف سے ریڈکلف ایوارڈ کے سامنے پیش ہوئے اور مفت خدمات انجام دیں۔

دفاعی خدمات:

جماعت احمدیہ کے فوجی جوانوں نے 1965ء اور 1971ء کے محاذ جنگ میں ایسے اہم اور تاریخی کارنامے سرانجام دیئے ہیں جسے آنے والی تاریخ سنہری حروف میں ضبط تحریر میں لائے بغیر مکمل نہ ہوگی۔ اگر ہم پاکستان کی عسکری تاریخ کے اوراق الٹیں تو ہمیں جماعت احمدیہ کی خدمات ہر جگہ نظر آتی ہیں۔ مثلاً 1948ء کے محاذ کشمیر میں احمدی مجاہدین کی فرقان بٹالین نے پاک فوج کے شانہ بشانہ لڑتے ہوئے شاندار کارنامے سرانجام دیئے۔ 1965ء کی جنگ میں میجر جنرل افتخار جنجوعہ وہ پہلے فاتح کمانڈر تھے جنہوں نے رن کچھ کے محاذ پر دشمن کا وسیع علاقہ بغیر کسی نقصان کے حاصل کر لیا اور ہلال جرأت

سے نوازے گئے۔ میجر جنرل اختر حسین ملک نے 1965ء کی جنگ کے سب سے بڑے محاذ چھمب جوڑیاں میں ہندوستانی فوج کو شکست دی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ 1965ء کی جنگ کے پہلے دو ہلال جرأت احمدی جوانوں نے حاصل کئے۔ 1965ء کی جنگ کے دوسرے بڑے محاذ چونڈہ پر میجر جنرل عبدالعلی ملک نے ٹینکوں کی سب سے بڑی جنگ جیتی تھی۔

11 ستمبر 1965ء کو سکوارڈرن لیڈر منیر الدین احمد نے امرتسر میں نصب شدہ رڈار کو تباہ کیا جس سے پاک فضائیہ کو فیصلہ کن برتری حاصل ہوئی۔ 1971ء کی جنگ میں ایک منفرد ریکارڈ قائم ہوا کہ جنرل رینک کے دو فوجی آفیسرز یعنی میجر جنرل افتخار جنجوعہ اور میجر جنرل ناصر احمد زخمی ہوئے اسی طرح لفٹیننٹ کرنل بشارت احمد بھی اسی رینک کے واحد آفیسر ہیں جنہیں جنگی قیدی بنایا گیا۔ ان تمام واقعات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ احمدی نوجوانوں نے عسکری میدان میں ہر لحاظ سے اور ہر سطح پر وطن عزیز کی سرحدوں کی حفاظت کی ہے اور آئندہ اسی طرح کرتے رہیں گے۔

جنوری 1948ء میں اقوام متحدہ میں بھارت نے کشمیر کے مسلہ پر پاکستان کے خلاف شکایت درج کروائی تو چوہدری صاحب نے پاکستان کا موقف ایسی ذہانت اور جرات و دلیری سے پیش کیا کہ بھارت خود اقوام متحدہ میں ملزم قرار پایا اس کے بعد ماہر اقتصادیات جناب ایم ایم احمد صاحب کا نام ملکی خدمات کے سلسلے میں آتا ہے آپ نے معاشیات اور مالیات کے امور میں بڑی دسترس اور مہارت حاصل کی۔ 1971ء میں مشرقی پاکستان کے علیحدہ ہونے کے بعد آپ نے پاکستان کا ایسا مثالی بجٹ پیش کیا کہ پورے ملک میں اس بجٹ پر عوام خوش ہوگئی۔ کنور ادریس صاحب نے بھی اس ملک کی خدمات میں حصہ لیا اور مختلف عہدوں پر کام کیا۔ آپ چیف سیکرٹری سندھ بھی رہے۔ الغرض متعدد افراد نے بھی ملکی خدمات میں اہم کردار ادا کیا۔

خدمت خلق:

الٰہی جماعتوں کا اصل مقصد بندوں کا خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کے دو ہی طریق ہیں ایک تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ براہ راست تعلق جو دراصل اس کی فضل پرستی ہوتا ہے۔ دوسرا مخلوق خدا کی خدمت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنا۔ پاکستان میں جہاں دیگر بنیادی سہولتوں کا فقدان ہے وہاں صحت کے شعبہ میں تو حالت نہایت ہی خراب ہے۔ شہروں میں تو پھر خاطر خواہ رقم خرچ کر کے اکثر لوگوں کو علاج معالجے کے سہولت مل ہی جاتی ہے لیکن دیہاتوں میں صورت حال بہت ہی تکلیف دہ ہے۔ جماعت نے اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے فری میڈیکل کیمپس منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کیا جس کے تحت ہر ماہ کئی ضرورت مندوں کا مفت علاج کیا جاتا

ہے۔ اسی طرح بلڈ گروپنگ کے ذریعہ کسی مریضوں کو ضرورت پڑنے پر خون مہیا کیا جاتا ہے۔ جب بھی کبھی بارشوں اور سیلاب سے ملک کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا ایسے مواقع پر مصیبت زدہ افراد کی مدد کے لئے اجتماعی طور پر خدمت کی توفیق پائی وقارِ عمل کے ذریعہ عید کی خوشیوں میں غرباء کو شامل کر کے غریب بچیوں کی شادی کروا کر، بیروزگاروں کو روزگار فراہم کر کے طلباء کی بہبود کے کام کر کے۔ جیلوں میں اسیران کی مدد کر کے جماعت احمدیہ نے اس وطن کی خدمت کی توفیق پائی۔

تعلیم کے میدان میں:

جماعت احمدیہ نے تعلیم کے میدان میں پاکستان کی خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے تحت دنیائے سائنس کا درخشندہ ستارہ جس نے سائنس کے شعبہ میں اپنے علم و تحقیق سے دنیائے فزکس میں انقلاب کی بنیاد رکھ دی۔ جس نے مغرب میں ایسے ادارے قائم کئے جن سے شہری دنیا کے سائنس دانوں کو تربیت دی گئی۔ ڈاکٹر عبدالسلام تاریخ (دین حق) کے پہلے اور واحد سائنس دان ہیں جنہیں مہذب دنیا کے سب سے بڑے اعزاز نوبل انعام کا حقدار سمجھا گیا۔

حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب نے لسانیات میں اس وطن کی خدمت کی۔ آپ نے دنیا بھر کی 51 زبانوں کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے اس نظریے کو ثابت کر دیا کہ وہ عربی سے بگڑ کر منصۂ شہود پر آئی ہیں اور عربی زبان ہی تمام زبانوں کی ماں یعنی ''اُم الالسنہ'' ہے قاضی محمد اسلم صاحب اور قاضی اسد صاحب پاکستان کے سینیر ترین ماہرین تعلیم میں شمار ہوتے ہیں۔ تعلیم کے شعبے میں ان کی خدمات بہت اہم حیثیت کی حامل ہیں۔

ادب:

اس میدان میں کئی احمدی شعراء نے اپنے مجموعے ترتیب دیئے۔ وطن کے لئے کئی اشعار لکھے۔ ان شعراء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، روشن دین تنویر صاحب، حضرت مرزا طاہر احمد صاحب، نسیم سیفی صاحب، عبید اللہ علیم صاحب، ثاقب زیروی صاحب، رشید قیصرانی صاحب، چوہدری محمد علی صاحب، پروفیسر پرویز پروازی صاحب، سلیم شاہجہانپوری صاحب، صابر ظفر صاحب، انور ندیم علوی صاحب اور بہت سے دوسرے شعراء نے اس میدان میں نام کمایا۔

الغرض آج ہر احمدی کے دل میں اپنے محبوب خلفاء کے ارشادات کے تحت وطن کی خاطر تن من دھن قربان کرنے کا جذبہ موجود ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں ''پس آج اہل وطن ہمارے ساتھ جو بھی سلوک کریں ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم وطن پاکستان کی خاطر اپنا تن من دھن قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے اور پاکستان کی طرف چلنے والا ہر تیر اپنے سینوں پر لیں گے۔''

ارض وطن

○

خدا کرے کہ مری ارضِ پاک پر اترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو

یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی مجال نہ ہو

یہاں جو سبزہ اُگے وہ ہمیشہ سرسبز رہے
ہو ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو

خدا کرے کہ نہ ختم ہو یہ وقارِ وطن
اور اس کے حسن کو تشویشِ ماہ و سال نہ ہو

ہر ایک فرد ہو تہذیب و فن کا اوجِ کمال
کوئی ملول نہ ہو کوئی خستہ حال نہ ہو

خدا کرے مرے اک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

خدا کرے کہ میری ارضِ پاک پر اترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو

(احمد ندیم قاسمی)

○

جی جان سے اے ارضِ وطن مان گئے ہم
جب تو نے پکارا ترے قربان گئے ہم

جو دوست ہوا اس پہ محبت کی نظر کی
دشمن پہ ترے صورتِ طوفان گئے ہم

ہم ایسے وفادار و پرستار ہیں تیرے
جو تو نے کہا تیرا کہا مان گئے ہم

مرہم ہیں ترے ہونٹ مسیحا ہے تری زُلف
ہم موجۂ گل تھے کہ پریشان گئے ہم

افسوں کوئی چلنے نہ دیا حیلہ گراں کا
ہر شکل عدو کی ترے پہچان گئے ہم

خاکِ شہداء نے ترے پرچم کو دعا دی
لہرا کے جو پرچم نے کہا جان گئے ہم

(عبیداللہ علیم)

گلِ یاسمین (چنبیلی)

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر دنیا سے معطر اور خوش رنگ پھولوں اور سرسبز و شاداب درخت کا خاتمہ ہو جائے تو یہ کتنی بھدی اور بے رنگ ہو جائے۔ پھولوں کا تعلق ہمارے ذوق اور جمالیاتی حس سے جڑا ہوتا ہے۔ پھولوں کی آرائش ہمیشہ سے ہر تہذیب کا جز و رہی ہے۔ ہمارے یہاں بھی پھول بڑی معاشرتی اور ثقافتی اہمیت کے حامل ہیں۔گلِ یاسمین (چنبیلی) بھی ان ہی میں سے ایک ہے۔اس پھول کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسے پاکستان کے قومی پھول ہونے کا درجہ حاصل ہے۔وطن عزیز کے زیادہ تر علاقوں میں پایا جانے والا پھول ہے۔حکومت پاکستان نے 15 جولائی 1961ء کو چنبیلی کو قومی پھول کا درجہ دے دیا۔

اس وقت کے وزارت داخلہ نے اپنے اعلان میں کہا کہ ''چنبیلی کا پھول ملک کے دونوں حصوں میں پیدا ہوتا ہے اور اس سے عوام یکساں طور پر جذباتی لگاؤ رکھتے ہیں۔ اس لئے چنبیلی کو قومی نشان قرار دیا جاتا ہے۔''

گلِ یاسمین پاکستانی فن تعمیر میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دارالحکومت میں قومی یادگار بھی اسی پھول کی شکل میں ڈیزائن کی گئی ہے۔

چنبیلی نازک سا خوبصورت پھول ہے۔ یہ پھول جھاڑی دار پودے پر اُگتا ہے۔ اس کے پودے پر

گہرے سبز رنگ کے چھوٹے چھوٹے پتے ہوتے ہیں، جن کے ساتھ سفید پھول، بہت بھلے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کی خوشبو بہت بھینی بھینی ہوتی ہے۔ یہ خوشبودار پھول گھروں کی کیاریوں، گملوں، کچے صحن یا لان میں بہت شوق سے لگائے جاتے ہیں، جو آرائش کے ساتھ ساتھ فضاء کو معطر بھی کرتے ہیں۔

اس کی کاشت زیادہ تر گرم اور مرطوب علاقوں میں آسانی سے کی جاتی ہے، یہ بیلوں کی شکل میں بھی پروان چڑھتی ہے۔اس کا پودا داب کے ذریعے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ پھولوں کو ہر کلچر میں ایک نمایاں حیثیت دی جاتی ہے، اسی بناء پر چنبیلی کو پاکستانی ادب میں بھی نمایاں مقام حاصل ہے۔ شاعروں اور مصوروں نے گل یاسمین کو اپنے جذبات کی ترجمانی کا ذریعہ بنا کر اسے لافانی بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔اس لئے ان کی افزائش اور حفاظت بہت ضروری ہے۔

بزمِ خواتین

پیاری قارئین مصباح!

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے سائے تلے سلامت رہیں پیاری بہنو! دوسروں کے عیب تلاش کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ اپنی اصلاح کریں۔ ماحول کی اصلاح کا بیڑہ اٹھانے والی خواتین کو پہلے اپنے گھروں کے ماحول ٹھیک کرنا چاہئے۔ اس وقت ہمیں دعووں کی نہیں بلکہ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ لجنہ کی ممبر ہوتے ہوئے ہم ہر وقت اس بات کا عہد کرتی ہیں کہ ہم سلسلہ کی مدد کرنے کے لئے، حضور انور کے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے دین حق کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے قوم کے لئے وطن کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کر دیں گی۔ لیکن جب وقت آتا ہے تو ہماری گرہ سے نہ مال نکلتا ہے نہ جماعت کو دینے کے لئے وقت اور اولاد اور اپنی جان کی قربانی تو بہت دور کی چیز ہے۔

حضرت سیدہ مریم صدیقہ (چھوٹی آپا) فرماتی ہیں:

”دنیا کے لئے نمونہ بننے کے لئے ہمیں دو باتوں کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اپنی گفتار اپنے لباس کا خیال رکھنا۔ ہماری بات چیت سے دوسرے متاثر ہوں نہ کہ ہم دوسروں کی باتوں سے متاثر ہوں۔ اپنا نقطہ نظر دوسروں کے سامنے واضح طور پر با دلائل پیش کرنا جس کے لئے گہرے دینی علم کی ضرورت ہے۔ اپنی وضع سے دوسروں کو متاثر کرنا خود متاثر نہ ہونا۔ اور اس سلسلہ میں اپنے لباس کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(دین حق) یہ نہیں سکھاتا کہ فلاں لباس پہنو بلکہ عریاں لباس پہننے سے منع فرماتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تو حیا کو ایمان کا ایک حصہ قرار دیا ہے۔ آج کل فیشن میں بہہ جانے والی لڑکیاں اور عورتیں بھی کافی حد تک اس سے متاثر نظر آتی ہیں۔ اس قسم کا لباس پہننا جو جسم کی نمائش کرتا ہو آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق ایمان کے ایک حصہ کی محرومی ہے۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث ضرور پڑھی ہو گی جو آپ ﷺ نے آخری زمانہ کے متعلق بطور پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں ایسی عورتیں ہوں گی جنہوں نے بظاہر لباس پہنا ہو گا لیکن دراصل وہ ننگی ہوں گی۔ (ایسی عورتوں پر آپؐ نے لعنت فرمائی)۔

پس اپنی چال ڈھال لباس سب کو ایسا بنانا چاہئے جو شریعت (دین حق) کے خلاف نہ ہو۔ منہ سے دعویٰ ہم کریں دنیا کو (دین حق) کی طرف لانے کا اور عمل ہمارا ہو مغربیت کی پیروی کا۔ متضاد باتوں سے ہم دنیا کو فتح نہیں کر سکتے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تزکیۂ نفس بھی بہت ضروری ہے۔ عبادتوں پر زور دو نوافل پر زور دو۔ ذکرِ الٰہی کرو۔ اپنے بچوں کی اعلیٰ تربیت کرو۔ مقناطیس بنے بغیر لوہا کھینچا نہیں جاسکتا۔ اپنے اندر ایسا جذب پیدا کریں کہ غیر خود آپ کے نمونہ سے متاثر ہو کر کھنچے چلے آئیں۔ پھر آپس میں محبت ہو۔ ایک دوسرے کی دلداری ہو۔ حسن سلوک ہو۔ غریب پروری ہو۔ عفو ہو۔ تمام بنی نوع انسان کے لئے شفقت ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تو شرائط بیعت میں بھی ایک شرط رکھی ہے کہ تمام خلق سے ہمدردی رکھے گا۔ خدا کی خاطر خدا کے بندوں سے محبت کرو۔ کسی سے کینہ نہ رکھو۔ کسی سے بغض نہ رکھو اور پھر ان سب کے ساتھ ساتھ نظام کی کامل اطاعت ہو۔ نظام کا ہر عہدہ دار خلیفہ وقت کی طرف سے مقرر کردہ ہوتا ہے اس کی نافرمانی کرنے سے خلیفہ وقت کی نافرمانی ہوتی ہے۔ (دین حق) کی ترقی کا راز ہی اطاعت میں ہے۔ نماز بھی ہمیں یہی سبق سکھاتی ہے۔ (دین حق) کی ساری تعلیم گھومتی ہے۔ اس محور پر کہ ...... خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو تم پر حاکم مقرر ہو اس کی اطاعت کرو۔ (النساء :60)

نظام سے وابستگی رکھو خلافت سے وابستگی رکھو اور اپنی اولادوں کے دلوں میں خلافت سے محبت اور عقیدت پیدا رکھو یہ ایک بہت بڑا انعام ہے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمایا ہے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ یہ انعام جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مشروط انعام ہے۔ جب تک کوئی قوم اپنے تئیں خلافت کے انعام کا حقدار رکھتی ہے وہ انعام اس میں قائم رہتا ہے پس ہمیں چاہئے کہ ہم جہاں اپنے آپ کو اس انعام کے مستحق اور لائق ثابت کر کے دکھائیں وہاں اپنے خلیفہ کے لئے بے انتہا دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خلیفہ کو صحت والی زندگی عطا فرماتا اس کی قیادت میں (دین حق) کا غلبہ ہو اور حضرت مسیح موعودؑ کی تمام پیشگوئیاں اپنی پوری شان اور شوکت کے ساتھ پوری ہوں۔ خدا تعالیٰ کی محبت اور رضا ہم کو حاصل ہو۔''

آمین

☆☆☆☆

حدیقۃ المہدی

مسیح کی دعاؤں کا وارث بنا
مری عرض سن لے تو میرے خدا
کبھی اس پہ آئے نہ وقتِ خزاں
گلوں سے ہی مہکے یہ گلشن سدا
ملے اس سے راحت و فرحت مدام
یہ میری دعا ہے یہ میری صدا
ہمیشہ خلافت کا سایہ رہے
قیامت تلک ہم رہیں با وفا
یہ پھولے پھلے اور مہکتا رہے
مسیح کا چمن اور یہ سلسلہ
ترقی کی راہوں پہ ہو گامزن
کبھی رُکنے پائے نہ یہ قافلہ
ہمیں اس کی خدمت کی توفیق دے
یہی آلِ بسرا کا ہے مدعا

ٹوٹکے

☆میتھی کا کڑوا پن دور کرنے کے لئے کٹی ہوئی میتھی کو کھلے برتن میں ڈال کر تھوڑا سا نمک ملا کر ایک گھنٹہ بعد نچوڑ دیں اور تین چار بار پانی سے دھولیں۔ کڑوا پن دور ہو جائے گا۔

☆لیموں سے زیادہ رس نکالنے کے لئے اس کو ایک یا دو منٹ کے لئے گرم پانی میں بھگو دیں پھر رس نکالیں۔

☆جلے ہوئے چاولوں کی بو ختم کرنی ہو تو ڈبل روٹی کے ٹکڑے چاولوں پر پھیلا دیں اور آدھی پیالی دودھ ڈال کر دس منٹ کے لئے دم پر رکھ دیں بو ختم ہو جائے گی۔

☆نان اسٹک برتنوں کی کوٹنگ خراب ہونے سے بچانے کے لئے اس میں کوئی کھٹی چیز نہ پکائیں۔

☆اگر پودینے کے ڈنٹھل بستروں کے اندر اور کونوں میں دبا دیئے جائیں تو اس میں کھٹمل ختم ہو جاتے ہیں۔

☆رنگیں کپڑوں کو دھوتے وقت اگر پانی میں تھوڑا نمک شامل کرلیں تو رنگ خراب نہیں ہوگا۔

☆نمک دانی میں اگر دو چار دانے چاول کے ڈال دیئے جائیں تو نمک نمی سے محفوظ رہے گا۔

کالی مرچ کے منفرد فوائد

کالی مرچ ایسا مسالا ہے، جس کا پاکستان میں استعمال بہت عام ہے اور لگ بھگ ہر کھانے میں اسے ڈالا جاتا ہے، مگر کیا آپ کو معلوم ہے کہ کھانے میں ڈالنے سے ہٹ کر بھی یہ کتنی فائدہ مند ہے؟ جی ہاں، اس کے متعدد حیران کن فوائد ہیں۔

گیلی کھانسی سے آرام: گیلی کھانسی پر قابو پانا چاہتے ہیں، تو کالی مرچ کو شہد کے ساتھ چائے میں استعمال کریں۔ کالی مرچ بلغم کو حرکت میں لائے گی جبکہ شہد کھانسی سے آرام دلانے والی قدرتی چیز ہے۔ ایک چائے کا چمچ پسی ہوئی کالی مرچ اور دو چائے کے چمچ ایک پیالی میں ڈالیں، اس کے بعد اسے اُبلتے ہوئے پانی سے بھر دیں اور پندرہ منٹ بعد ہلا کر پی لیں۔ ایک اور گھریلو ٹوٹکا یہ ہے کہ لیموں کی قاش پر کالی مرچ چھڑکیں اور اس قاش کو جتنا ہو سکے چوسیں تا کہ کھانسی سے فوری آرام مل سکے۔

تمباکو نوشی ترک کریں: ایک تحقیق کے مطابق نکوٹین استعمال کرنے والے مرچ کے تیل کی مہک کو سونگھتے ہیں تو تمباکو نوشی کے لئے ان کی خواہش میں کمی آتی ہے، ایسے کرنے سے لوگوں کے گلے میں ایک جلن سی پیدا ہوتی ہے، جو کہ کچھ ایسا لطف پہنچاتی ہے، جیسے سگریٹ پیتے ہوئے محسوس ہوتی ہے۔

تھکے ہوئے اعصاب کو آرام پہنچائیں: ورزش کے بعد یا کوئی مشقت والا کام کرنے کے بعد تھکاوٹ محسوس ہو رہی ہو تو تنے ہوئے مسلز کو ڈھیلا کرنے کے لئے سیاہ مرچ کے تیل سے مالش کریں، یہ تاثیر کے لحاظ سے ایک گرم تیل مانا جاتا ہے، جو اس جگہ خون کی گردش اور حرارت بڑھا دیتا ہے، جہاں اسے لگایا جائے۔ دو قطرے سیاہ مرچ کے تیل کو چار قطرے روز میری آئل میں ملائیں اور پھر اسے براہ راست جہاں لگانا ہو لگالیں۔

پیٹ کے مسائل دور کرنے کے لئے: غذا میں سرخ مرچ کا استعمال کم کر کے کالی مرچ کا استعمال بڑھائیں یہ معدے کے لئے بہتر ہوتی ہے کیونکہ یہ کھانے کو ہضم کرنے میں مدد دیتی ہے جبکہ یہ معدے کے ایسے تیزاب کو بھی حرکت میں لاتی ہے، جس سے کھانے جلد ہضم ہوتا ہے اور قبض ختم ہو جاتا ہے۔

جلد کی نگہداشت کے لئے: کالی مرچ جراثیم کش اور اینٹی اکسائیڈنٹس سے بھرپور ہوتی ہے۔ جو شفاف جلد کے حصول میں مدد دیتی ہے۔ یہ مرچ خون کی گردش کو قدرتی طور پر بڑھا دیتی ہے اور اپنی حرارت سے جلد کے مساموں کو کھول کر ان کی صفائی کرتی ہے۔

مائیکروویو استعمال کرنے کے نقصانات

ایک امریکی ڈاکٹر مرکولا نے اپنی ایک تحقیق میں انکشاف کیا ہے کہ مائکروویو میں حدت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے غذا کے سالمات (مالیکولز) میں بہت تبدیلی آجاتی ہے اور اس تبدیلی سے اس کی غذائیت ضائع ہوجاتی ہے۔

انہوں نے مائیکروویو استعمال کرنے والے افراد کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مائیکروویو استعمال کرنے کی بجائے اپنی عمومی غذاؤں کو عام چولہے کی ہلکی آنچ پر یا بھاپ میں گرم کیا کریں ۔ اس صورت میں آپ مائیکروویو سے پہنچنے والے نقصانات سے محفوظ رہیں گے۔ یہ درست ہے کہ مائیکروویو کو جب چلایا جاتا ہے۔ تو اس میں سے برقی مقناطیسی شعاعیں خارج ہوتی ہیں۔ جب ہم مائیکروویو میں کوئی کھانے کی چیز گرم کرنے یا پکانے کے لئے رکھتے ہیں تو یہ برقی مقناطیسی شعاعیں غذا میں شامل ہو جاتی ہیں، اور غذا میں ایسے اثرات پیدا کر دیتی ہیں کہ اسے کھانے سے سرطان کا عارضہ لاحق ہوسکتا ہے۔

مائیکروویو میں پکے ہوئے کھانے کھانے سے خون کے سرخ اور سفید خلیات میں کمی ہو جاتی ہے اور یہ کمی اسی برقی مقناطیسی شعاعوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہم پر گہری تھکن طاری ہوسکتی ہے۔ ہمارا سر چکرا سکتا ہے اور ہمارے دل کی رفتار بھی معمول سے بڑھ سکتی ہے۔

تحقیق کاروں کا مشورہ ہے کہ نہ مائیکروویو میں کھانے پکائے جائیں، نہ گرم کیے جائیں، اور نہ اس میں پلاسٹک کا برتن رکھا جائے۔ پلاسٹک کے برتن تو ویسے بھی استعمال نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ صحت کے لئے مضر ہوتے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ آج 31 جنوری 2016ء)

بجلی کے بل میں کمی لائیے

موسم گرما میں پنکھوں اور AC کے زیادہ استعمال سے بجلی کا بل عموماً بہت زیادہ آتا ہے۔ تاہم بعض مفید اقدامات سے آپ اپنے بل میں خاصی کمی لا سکتے ہیں۔

ریموٹ کنٹرول والی اشیاء: گھر یا دفتر میں کچھ برقی مصنوعات بند ہونے کے بعد بھی بجلی کھینچتی رہتی ہیں۔ خاص طور پر جنہیں چلانے کے لئے ریموٹ کنٹرول کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً ٹی وی کو ریموٹ سے بند کرنا کافی نہیں۔ یوں بند ٹی وی سالانہ سینکڑوں کلو واٹ بجلی کھینچ لیتا ہے۔ اور بل میں اضافی رقم دیکھ کر آپ سر پکڑ لیتے ہیں، ٹی وی کو ریموٹ سے بند کر دینے کے بعد سوئچ ضرور بند کر دیا کریں تاکہ وہ بجلی میں مین لائن سے الگ ہو جائے۔

استعمال کا دورانیہ: پاکستان میں بجلی کے یونٹ کی قیمت دن میں کچھ اور رات میں مختلف ہوتی ہے، گویا زیادہ لوڈ یعنی شام 6 بجے سے بعد کے اوقات میں بجلی مہنگی اور کم لوڈ والے وقت میں نسبتاً سستی۔ چنانچہ زیادہ بجلی کھانے والی برقی مصنوعات کا استعمال کم لوڈ والے اوقات میں کیجئے تاکہ کسی زحمت کے بغیر ہر ماہ کچھ حد تک بچت کر لیں۔

فریج کا مناسب استعمال: گرم کھانا رکھنے سے فریج کی موٹر دیر تک اور زیادہ تیزی سے کام کرتی ہے۔ گویا فریج گرم پکوانوں کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش میں زیادہ بجلی خرچ کرتا ہے۔ اس خرابی سے بچنے کے لئے گرم کھانے پہلے دو گھنٹے تک ٹھنڈا کریں۔ (اس سے زیادہ وقت پر جراثیم جنم لے سکتے ہیں) پھر فریج میں رکھ دیں۔ مزید براں فریج کے کوائل کی سال میں دو دفعہ صفائی کیجئے۔ اس میں مٹی جم جائے تو وہ کوائل کو گرم کر کے فریج کے لئے کام کرنا مشکل بنا دیتی ہے۔ نتیجہ زیادہ بجلی خرچ ہونے کی شکل میں نکلتا ہے۔

ایک LED بلب لگائیے: یہ بلب مہنگا ہے مگر پرانے بلب کے مقابلے میں بجلی کی بچت میں نمایاں بہتری لاتا ہے۔ اگر عام بلب مہینہ بھر میں ایک ہزار روپے کی بجلی خرچ کرتا ہے تو ایک ایل ای ڈی میں یہ اوسط تین سے چار سو روپے ہوگی یعنی چھ سو فیصد بچت۔

برقی مصنوعات کی دیکھ بھال: لوگ چارجرز، لیپ ٹاپ کیبلز وغیرہ کو پلگ میں لگا چھوڑ دیتے ہیں اور سوئچ بھی بند نہیں کرتے۔ جدید چارجرز بہت کم مقدار میں توانائی خرچ کرتے ہیں تاہم ماہرین نے متنبہ کیا ہے کہ اس حوالے سے مسلسل غفلت بجلی کا بل بڑھا سکتی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ دیوار پر لگے کسی بھی چارجر کا سوئچ بند نہ کیا جائے تو وہ کچھ مقدار میں بجلی ضرور خرچ کرتے ہیں۔ اس لئے سوئچ بھی دھیان سے بند کر دیا کریں۔

(بہ شکریہ ایکسپریس 7 مئی 2016ء)

دیر آئید درست آئید

میز پر ناشتے کے گندے برتن پڑے ہوئے تھے۔ صوفوں پر کتابیں اور کپڑے ہر طرف بکھرے ہوئے تھے۔ ٹی وی کا ریموٹ فرش پر گرا ہوا تھا۔ ٹی وی ٹرالی پر سے مٹی کی تہہ صاف نظر آ رہی تھی۔ پردے بھی مٹی سے بھرے پڑے تھے۔ نہ جانے کب سے گھر کی صفائی نہیں ہوئی تھی۔ ہر کمرے کا یہی حال تھا۔ حمیرا ابھی ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوئی تھی، لائٹ آن کی تو ٹی وی لاؤنج کی حالت دیکھ کر اس کا تو سر چکرا گیا۔ یہ صرف آج ہی کی بات نہیں بلکہ یہ تو روز کا ہی معمول بن گیا تھا۔ وہ روز شام کو آفس سے گھر آتی تو گھر کو ایسی بکھری حالت میں دیکھ کر صوفے پر لیٹ جاتی اور رونے لگتی۔ اسی وجہ سے وہ بہت پریشان رہنے لگی تھی۔

دراصل حمیرا نے اسلام آباد یونیورسٹی سے IT کی ڈگری حاصل کی تھی اور اس کے بعد وہ لاہور واپس اپنے امی ابو کے پاس آ گئی۔ لیکن چند ہی مہینوں بعد اسے وہاں اچھی جاب مل گئی اور اب وہ دوبارہ اسلام آباد چلی گئی۔ پڑھائی کے چکروں میں اسے گھرداری سیکھنے کا وقت ہی نہ ملا اور اب اچانک اسے وہاں اکیلے رہنا پڑا تو اسے کافی مشکل لگا۔ گھر کی حالت دیکھ کر اسے سمجھ میں ہی نہیں آ رہا تھا کہ کام کہاں سے شروع کرے۔ پھر اچانک نہ جانے کیا سوچ کر کھڑی ہوئی اور وضو کر کے جائے نماز پر کھڑی ہو گئی۔ وہ حمیرا جس نے امی ابو کے کہنے پر بھی آج تک ایک نماز نہ پڑھی تھی۔ آج سجدے میں رو رو کر خدا سے کلام کر رہی تھی۔ یہاں تک کے اس کے آنسوؤں سے جائے نماز گیلی ہو گئی۔

وقت بدلتے ہیں حالات بدلتے ہیں۔ کچھ کام انسان چھوڑ دیتا ہے کہ پھر سیکھ لیں گے۔ یہی حمیرا نے کیا تھا۔ امی کہتی ہی رہتیں کہ بیٹا پڑھائی کے ساتھ تھوڑی گھر داری بھی سیکھ لو۔ لیکن ٹال مٹول میں یہ وقت آ گیا کہ آج وہ اکیلی ایک اپارٹمنٹ میں رہتی ہے۔ جو اسے کمپنی والوں نے دیا ہے، اور اب اسے سارا کام خود کرنا پڑ رہا ہے۔ امی کی وہ باتیں اب اسے یاد آتی ہیں، اور ان کی قدر و قیمت کا اندازہ آج اسے بخوبی ہو گیا تھا۔ جب انسان کے پاس مدد کیلئے کوئی سہارا نہیں بچتا تو وہ خدا کی طرف ہی دوڑتا ہے چنانچہ اب حمیرا نے نماز اور تلاوت باقاعدہ کر لی اور آفس سے آ کر گھر کا کام کرتی۔

ابھی کچھ دن ہی گذرے تھے کہ حمیرا نے یہ محسوس کیا جیسے اس کے کام اور وقت میں برکت پڑنے لگی ہے۔ اور وہ کام جو پہلے کئی گھنٹوں میں ہوتا تھا وہ اب جلد ہی ہونے لگا ہے اور جن کاموں کے لئے اس کے پاس وقت نہیں بچتا تھا، اب وہ کام بھی وقت پر ہونے لگے تھے۔ آج حمیرا آفس سے واپس آئی تو نماز پڑھنے کے بعد اس نے پورے گھر کی صفائی کی۔ اور کھانا بنایا۔ وہ بہت حیران تھی کہ پہلے کوئی کام نہ ہوتا تھا اب ہر کام وقت پر ہو جاتے ہیں۔ جو کام پہلے پسند نہیں تھے وہ اب اچھے لگنے لگے ہیں۔

آزمائش اور مشکلات زندگی کا حصہ ہیں۔ جن کا سامنا انسان کو کرنا ہی پڑتا ہے۔ کبھی تو انسان کو ایسا لگتا ہے کہ وہ یہ کام کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن جب وہ خدا کی طرف جاتا ہے اور اس کے دربار میں حاضر ہو کر اسی سے مدد طلب کرتا ہے، تو خدا تعالیٰ اسے ہمت بھی دے دیتا ہے۔ کہ وہ اس آزمائش کا سامنا کرے، اور پھر خدا تعالیٰ خود ہی اسے حل بھی کر دیتا ہے۔ پس ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم خدا سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں۔ حمیرا ٹی وی لاؤنج میں کھڑی کھڑکی سے باہر چاند کو دیکھ رہی تھی جو آج کافی روشن تھا اور ساتھ ہی گہری سوچ میں گم تھی۔

مکلی قبرستان

مکلی ٹھٹھہ کے قریب واقع ہے۔ یہ قبرستان جس میں لاکھوں قبور ہیں تقریباً آٹھ 8 کلومیٹر کے رقبے پر محیط ہے۔ یہاں کئی بادشاہ ملکہ، علماء، فلسفی اور جرنیل سپرد خاک ہیں۔ یہاں کی قبروں کی خاص بات اس کے دیدہ زیب خدوخال اور نقش و نگار ہیں جو نہ صرف اہل قبر کے زمانے کی نشاندہی کرتے ہیں بلکہ اس وقت کی تہذیب ثقافت اور ہنر مندی کا بھی منہ بولتا ثبوت ہیں۔ یہاں موجود قبریں تاریخی اعتبار سے دو ادوار میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ پہلا سما بادشاہوں کا دور جو کہ (1352-1520ء) تک رہا اور دوسرا ترخان بادشاہوں کا دور جو کہ (1556ء-1592ء) تک رہا۔ ان عمارتوں کے ڈھانچے نہایت مضبوط، طرز تعمیر نہایت عمدہ اور تعمیری مواد بہت ہی اعلیٰ معیار کا ہے۔ ان قبروں پر کی گئی نقاشی اور کشیدہ کاری کا کام اپنی مثال آپ ہے۔ یہ قبرستان تاریخ کا وہ ورثہ ہے جو کہ قوموں کے مٹنے کے بعد بھی ان کی عظمت و ہنر کا پتہ دیتا ہے۔ اس کو دیکھنے کے لئے ہر سال ہزاروں لوگ اس قبرستان میں آتے ہیں۔ ایشیا کا یہ سب سے بڑا قبرستان مکلی پاکستان کا قومی ورثہ ہے۔

ممتا

دسمبر کی سخت سردی اور شدید دھند میں وہ آج بھی اسکول کے گیٹ پہ کھڑی چوکیدار سے اندر جانے کی ضد کر رہی تھی۔ میں زیادہ آگے نہیں جاؤں گی، بھائی جانے دو، دور سے ہی بچوں کو دیکھ کر آ جاؤں گی۔ وہ التجا بھرے لہجے میں کہنے لگی۔ چوکیدار نے حسب معمول تھوڑی سی بحث کے بعد اسے اندر جانے دیا۔ اور بولا دیکھو بی بی! زیادہ آگے نہ جانا میری بھی نوکری کا سوال ہے۔ ہاں ہاں مجھے احساس ہے۔ فکر نہ کرو وہ زیر لب بڑبڑائی۔ میری وجہ سے تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ بس تھوڑی دیر۔ وہ چوکیدار کو تسلی دے کر اندر چلی گئی......

بچاری ممتا سے مجبور ہے۔ پچھلے دو ماہ سے روز چلی آتی ہے۔ صرف اسمبلی میں بچوں کو دیکھنے کے لئے۔ چوکیدار افسردہ لہجے میں پاس بیٹھے مالی بابا کو بتانے لگا۔ جو چادر لپیٹے آگ کے پاس بیٹھا سردی کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دیکھا تو میں نے بھی ہے اسے پر بچاری کیوں کہا؟ کتنے بچے پڑھتے ہیں اس کے یہاں؟ مالی بابا نے دانت بجاتے ہوئے دو سوال کر ڈالے۔ ایک بھی نہیں۔ چوکیدار نے آہ بھر کے کہا۔ چھ ماہ پہلے دو بیٹے پڑھتے تھے۔ ایک ساتویں میں اور ایک نویں میں۔ بہت خوبصورت اور ذہین تھے۔ تو پھر۔ اوہ چھ ماہ پہلے۔ مطلب وہ بھی اسی ظلم کا شکار ہوئے جو دہشت گردوں نے ننھے معصوموں پہ کیا تھا؟؟ خدا غارت کرے انہیں۔ مالی بابا ذرا تیز ہو کر بولے۔ افسوس اور اولاد بھی نہیں۔ دو شہزادے تھے جن کے جنازے ایک ساتھ اٹھے تو ماں صدمے سے بیہوش ہوگئی۔ دو دن بعد جب ہوش آیا تو شہزادے دفنائے جا چکے تھے۔ یہ کہتے ہوئے چوکیدار کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ اچھا تو پھر روزانہ وہ اسمبلی کے وقت اسکول کیوں آتی ہے؟ مالی بابا کا تجسس بڑھ گیا۔ کیا بتاؤں یار...... اسمبلی میں کھڑے بچوں میں اپنے بچے تلاش کرتی ہے۔ روز اس امید پر آتی ہے کہ شاید آج میرے بچے ماں کہہ کر لپٹ جائیں۔ آہ بچے شہید ہوگئے پر ممتا تو زندہ ہے نا!!! چوکیدار کی آواز بھر گئی۔ اور مالی بابا آہ بھر کے آسمان کی طرف تکنے لگا۔

☆☆☆☆

حسنِ انتخاب

نہ کوئی غم خزاں کا ہے نہ خواہش ہے بہاروں کی
ہمارے ساتھ ہے امجد کسی کی یاد کا موسم

لہجہ بدل بدل کے نہ کر مجھ سے گفتگو
پہچانتا ہوں رنگ تیری بات بات کا

طوفاں کی دشمنی سے نہ بچتے تو خیر تھی
ساحل سے دوستی کے بھرم نے ڈبو دیا

لب پر سجا لئے تھے یونہی اجنبی سے نام
دل میں تمام زخم کسی آشنا کے تھے

یہ موسمِ گل گرچہ طرب خیز بہت ہے
احوالِ گل و لالہ غم انگیز بہت ہے

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ! کل ہماری باری ہے

کب نظر میں آئے گی بے داغ سبزے کی بہار
خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد
ان سے جو کہنے گئے تھے فیض جاں صدقہ کئے
اَن کہی ہی رہ گئی وہ بات، سو باتوں کے بعد

دعا کا ٹوٹا ہوا حرف صرف سرد آہ میں ہے
تری جدائی کا منظر ابھی نگاہ میں ہے
ترے بدلنے کے باوصف تجھ کو چاہا ہے
یہ اعتراف بھی شامل مرے گناہ میں ہے

شکستہ خاک وشکستہ پا ہوں مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا
میں آخری جنگ لڑ رہا ہوں مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا
ہوائیں پیغام دے گئی ہیں کہ مجھ کو دریا بلا رہا ہے
میں بات ساری سمجھ گیا ہوں مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا

ہم شہر ان کے پیار کا دل میں بسائیں گے
آنکھوں میں شوقِ دید کی شمعیں جلائیں گے
ان کے غمِ فراق میں آنسو گرائیں گے
جب رُوبرو ملیں گے تو دریا بہائیں گے

بزمِ ناصرات

پیاری ناصرات! ہمیشہ مسکراتی رہیں۔

رمضان المبارک کی برکتوں اور عید الفطر کی رونقوں کی اچھی یادیں ابھی کم نہ ہوئی ہوں گی کہ ایک اور خوشی کا موقع جشن آزادی کی شکل میں آ گیا۔ 14 اگست کو تو پورے پاکستان میں ہی بہت خوشی منائی جاتی ہے۔ گھر کے تمام بڑے چھوٹے افراد خانہ کے ساتھ مل کر ہی اس طرح دن منانے سے دراصل خوشی ہوتی ہے۔

آپ کی بزم میں اس مرتبہ قومی ترانہ شامل ہے جو کہ اکثر بچوں کو زبانی آتا ہوگا۔ اور نہیں آتا تو ضرور یاد کرلیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمارے پیارے ملک کو پائندہ و تابندہ رکھے۔ آمین

مینار پاکستان (لاہور): پاکستان کی ایک قومی یادگار ہے جسے لاہور میں عین اسی جگہ تعمیر کیا گیا ہے جہاں 23 مارچ 1940ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں تاریخی قراردادِ پاکستان منظور ہوئی۔ اس کو یادگارِ پاکستان بھی کہا جاتا ہے۔ پہلے اس کا نام منٹو پارک تھا۔ آج کل اس پارک کو اقبال پارک کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

یہ 18 ایکڑ رقبے پر محیط ہے۔ مینار کی بلندی 196 فٹ ہے اور مینار کے اوپر جانے کے لئے 324 سیڑھیاں ہیں اس کے علاوہ جدید لفٹ بھی نصب کی گئی ہے۔

مینار کا نچلا حصہ پھول کی پتیوں سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس کی سنگ مرمر کی دیواروں پر قرآنی آیات، قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ محمد اقبال کے اقوال اور آزادی کی مختصر تاریخ کندہ ہے۔ اس کے علاوہ قراردادِ پاکستان کا مکمل متن بھی ایک دیوار پر تحریر کیا گیا ہے۔

مینار پاکستان کے اردگرد خوبصورت سبزہ زار، فوارے، راہداریاں اور ایک جھیل بھی موجود ہے۔ مینار پاکستان کے احاطے میں پاکستان کے قومی ترانے کے خالق حفیظؔ جالندھری کا مزار بھی ہے۔

قومی ترانہ

(حفیظ جالندھری)

پاک سرزمین شاد باد کشورِ حسین شاد باد

تو نشانِ عزمِ عالیشان ارضِ پاکستان!

مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام قوتِ اخوتِ عوام

قوم، ملک، سلطنت پائندہ تابندہ باد

شاد باد منزلِ مراد

پرچم ستارہ و ہلال رہبرِ ترقی و کمال

ترجمانِ ماضی شانِ حال جانِ استقبال

سایۂ خدائے ذوالجلال

حکایت

ایک ریاکار شخص

ایک ریاکار شخص جو صرف دنیا کو دکھانے کے لئے نیکیاں کرتا تھا، ایک دن بادشاہ کا مہمان ہوا۔ اس نے بادشاہ پر اپنی بزرگی کا رعب ڈالنے کے لئے بالکل تھوڑا سا کھانا کھایا۔ لیکن نماز میں کافی وقت لگایا۔ جب یہ شخص بادشاہ سے رخصت ہو کر گھر آیا تو کھانا طلب کیا۔ اس کے بیٹے نے کہا کیا آپ بادشاہ کے ساتھ کھانا کھا کے نہیں آئے؟ اس نے کہا وہاں میں نے اس خیال سے کم کھایا تھا کہ بادشاہ کو میری پرہیزگاری کا اعتبار ہو جائے اور اس کے دل میں میری عزت زیادہ ہو۔

بیٹے نے کہا پھر تو آپ نماز بھی دوبارہ پڑھیں کیونکہ وہ بھی آپ نے بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے ہی پڑھی تھی۔

اس حکایت میں شیخ سعدیؒ نے ریاکاری کی مذمت کی ہے۔ ریاکار اگرچہ خیال کرتا ہے کہ وہ اپنی چالاکی سے لوگوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ عالم الغیب خدا کو کس طرح دھوکہ دے گا! قیامت کے دن اس کے اچھے برے سب اعمال ظاہر ہو جائیں گے اور اس ریاکاری پر سخت عذاب کا مرتکب ہوگا۔

پیارے بچو! اللہ کی نظر سے کوئی جھوٹ سچ چھپ نہیں سکتا، اس لئے کبھی ایسے کام نہیں کرنے چاہئے جو اللہ کی نظر میں ناپسندیدہ ہوں۔ (از گلستان سعدی)

پاکستان کی دس بلند ترین چوٹیاں

نمبر شمار	نام	بلندی (میٹرز)
1	کے ٹو (K2)	8611
2	نانگا پربت (Nanga parbat)	8126
3	گشابروم 1 (Gasherbrum1-K5)	8080
4	براڈ پیک (Broad peak K3)	8047
5	گشابروم 2 (Gasherbrum2-K4)	8035
6	گشابروم 3 (Gasherbrum3)	7946
7	گشابروم 4 (Gasherbrum4)	7932
8	دستاگل سر (Distaghil Sar)	7885
9	کنیان چش (KunyangChhish)	7852
10	مشابروم (Masherbrum K1)	7821

بوجھو تو جانیں

آج ہے اس کا گھر گھر نام
کل ہے اس کا کام تمام

رفتار ہے اس کی بہت زیادہ
ذرا سوچ کے کر لو اندازہ

جس نے بھی یہ ساز بجایا
خود نہ سنا اوروں کو سنایا

حرکت میں جب آتی ہے
تو سب کو ناچ نچاتی ہے

مسکرائیں

استاد سب سے زیادہ کتب کس نے لکھی ہیں؟

طالب علم: ختم شد نے جناب۔

استاد: وہ کیسے؟

طالب علم: ہر کتاب کے آخر پر لکھا ہوتا ہے 'ختم شد'۔

---

1) تاریخ-2) خیال-3) خراٹے-4) جھاڑو-

رنگ بھر کر جشن منائیں

چند نصائح

حضور انور نے فرمایا:

''بطور واقف نو آپ کو جماعت کی ضروریات اور ڈیمانڈ ذہن میں رکھنی چاہئے اور ان ضروریات کے پیش نظر بھرپور محنت سے تعلیم حاصل کریں اور اپنی کوشش کو انتہا تک پہنچا دیں''

میڈیسن کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ ڈاکٹرز اور میڈیکل کے شعبہ کے دیگر ماہرین کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ نہ صرف جماعت کی خدمت کر سکتے ہیں بلکہ وہ انسانیت کی خدمت بھی کر سکتے ہیں۔ حضور انور نے اس بات پر بھی زور دیا کہ واقفین نو بچوں کے لئے محض معیاری دنیاوی تعلیم حاصل کر لینا ہی کافی نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا:

''میں اس بات کو بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ محض دنیوی تعلیم ہی حاصل کرنا کافی نہیں بلکہ بطور واقف نو ہونے کے ناطے آپ سے ہمیں اس سے کہیں زیادہ توقعات وابستہ ہیں۔ مختصراً واقف نو کے ذاتی کردار میں حقیقی دینی تعلیمات سے مکمل مطابقت ہونی چاہئے۔ آپ کا معیار ہمیشہ روحانی اور اخلاقی اعتبار سے بہترین ہونا چاہئے۔''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نو بچوں کو اپنی نمازوں میں باقاعدہ ہونے کی ضرورت پر زور دیا تا کہ ان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو۔ حضور انور فرماتے ہیں کہ'' واقف نو لڑکوں کو چاہئے کہ وہ بہترین نمونہ پیش کریں تا کہ لوگ آپ میں اور دوسروں میں واضح فرق محسوس کر سکیں۔''

حضور انور نے فرمایا:

''ایک اور بہت بڑا گناہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ ہمیں خبردار کرتا ہے وہ جھوٹ ہے۔ حالات خواہ کیسے بھی ہوں ہر احمدی کو جھوٹ سے بچنا چاہئے اور خاص طور پر واقفین نو کو چاہئے کہ وہ دیانتداری، سچائی اور امانت کی اعلیٰ مثالیں قائم کریں۔ یہ چیز بنیادی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ آپ لوگوں نے معاشرے کی روحانی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ ایک واقف نو کے لئے یہ انتہائی اہم ہے کہ ہر حال میں مکمل سچائی سے کام لے۔''

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، برموقع سالانہ اجتماع واقفین نو، یوکے 28 فروری 2016ء)

طب وصحت

خواتین میں خون کی کمی کے مسائل

برصغیر (پاک وہند) میں پاکستان میں خاندانی ذمہ داریوں کا ایک بھاری بوجھ خواتین پر ہوتا ہے اور اس کی ادائیگی میں وہ اپنی نجی زندگی اور اس کی ضروریات کو پس پشت ڈال دیتی ہیں یہاں تک کہ اپنے کھانے پینے کا خیال بھی نہیں رکھتیں سارے گھر کو کھانا کھلانے کے بعد عورت کی اپنی باری آتی ہے اور اس وقت تک تمام اشیاء دستر خوان پر ختم ہو چکی ہوتی ہیں، اگر کوئی عورت دستر خوان پر کھانا کھانے سے پہلے خود پیٹ بھر کر کھانا کھالے تو ایسی عورت کو اچھا نہیں سمجھا جاتا، اور معاشرے کے اسی خوف کے باعث عورت اپنے آپ کو نظر انداز کرتی چلی جاتی ہے اور خوراک کی اس کمی کی وجہ سے وہ خون کی کمی یعنی انیمیا enemia کا شکار ہو جاتی ہے۔

خون کی کمی خواہ لڑکی میں ہو یا عورت میں یہ اس کی صحت پر مختلف انداز میں اثر انداز ہوتی ہے اور وہ مختلف طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے، عورتوں کو اور لڑکیوں کو زیادہ خوراک کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس کے برعکس خوراک کی کمی کے باعث عورتوں بچوں اور نوعمر لڑکیوں کی بہت بڑی تعداد خون کی کمی کا شکار ہے۔ یہ صورتحال صرف پاکستان میں ہی قابل تشویش نہیں بلکہ دنیا بھر میں خواتین میں خون کی کمی کا شکار خواتین کا تناسب 41.8 فیصد ہے اور ان میں سے آدھی سے زیادہ خواتین کا تعلق ایشیاء سے ہے۔ پاکستان میں بھی زچگی کے دوران ایک لاکھ عورتوں میں سے 276 فیصد عورتیں مر جاتی ہیں۔ اور اس کا بنیادی سبب خون کی کمی ہونا ہے۔

پاکستان میں ایک تحقیق کے مطابق 60 فیصد سے زیادہ عورتیں خون کی کمی کا شکار ہیں۔ خواتین کو جہاں عام زندگی میں مناسب خوراک نہیں ملتی وہاں وہ حمل اور زچگی کے دوران اور بھی زیادہ خوراک کی کمی کا شکار ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خواتین کو غذائیت سے بھرپور خوراک صرف مہنگی خوراک کی شکل میں ہی مل سکتی ہے۔ بلکہ عام خوراک جس میں چپاتی، سبزیاں، گوشت، انڈے اور پھل وغیرہ شامل ہیں جو غذائیت سے بھرپور ہوتے ہیں۔ گوشت نہ ملنے کی صورت میں دالوں کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ سبز پتوں والی سبزیاں بھی ہر گھر میں پکتی ہیں اس میں ساگ پالک، میتھی وغیرہ شامل ہیں۔ مرغی کا گوشت بھی عام گوشت کی نسبت سستا مل جاتا ہے۔ لیکن اگر مناسب خوراک نہ لی جائے تو آئرن، پروٹین اور وٹامن کی کمی ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے خون کی بھی کمی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے بھوک نہیں لگتی۔ اعصابی کمزوری ہو جاتی ہے نظر کمزور ہو جاتی ہے۔

قد بڑھنا رک جاتا ہے بعض اوقات بچپن میں بچیوں کو مناسب خوراک نہ ملنے سے وہ بہت سی بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہیں ماں بننے کے مراحل اور نوعمری میں ہونے والی تبدیلی جس میں ماہواری کا کثرت سے آنا، دودھ پلانے کے ایام میں طوالت، پیدائشی خون کے خلیوں کا کم مقدار میں بننا۔ السر جیسی بیماری یا خون کا زیادہ بہہ جانا وغیرہ خواتین میں خون کی کمی کا باعث بن سکتا ہے۔ ایسی صورت میں جب خواتین زیادہ تھکاوٹ محسوس کرتی ہوں تو وہ اپنی دیگر ذمہ داریوں کو بھی احسن طریقے سے پورا نہیں کر سکتیں جس سے ان کی زندگی مزید مسائل کا شکار ہو جاتی ہے اور پھر یہ مسائل زندگی میں ان کے ساتھ ساتھ بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ تھکاوٹ کی وجہ سے وہ نڈھال رہنے لگتی ہیں ان کو سانس لینے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے حالانکہ خواتین کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ خون کی کمی میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی اپنی اور اپنے بچوں کی خوراک پر خصوصی توجہ دیں اور آئرن، پروٹین اور کیلشیم سے بھر پور خوراک کو روزمرہ کی خوراک کا حصہ بنائیں تا کہ ان کی جسمانی ضروریات پوری ہو سکیں۔ اگر اس میں کمی رہ جائے تو آئرن کی گولیاں اور انجکشن یا ڈرپ کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے۔ دودھ، دہی اور ہرے پتے والی سبزیوں کا استعمال کریں اور غیر ضروری اشیاء جس کا کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ وہ صحت کے لئے مضر ہوں استعمال سے گریز کرنا چاہئے، حمل کے دوران خواتین اپنی، یا بیٹی یا بہو ہو تو ان کا خاص خیال رکھیں تا کہ آنے والا بچہ بھی صحت مند ہو اور ماں بھی خون کی کمی کی وجہ سے مسائل کا شکار نہ ہو۔ (بہ شکریہ ایکسپریس 7 مئی 2016ء)

خون کی کمی دور کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ہومیو پیتھک نسخہ:

خون کی کمی کے لئے آغاز میں ہی کالی فاس فیرم فاس اور کلکریا فاس دینی چاہئے۔ فاسفورس اور لوہے کے مرکب کو فیرم فاس کہتے ہیں۔ خون کے سرخ ذرات میں فیرم فاس ایک طبعی جزو کے طور پر شامل ہوتا ہے اگر فیرم فاس کی کمی ہو تو کہا جاتا ہے کہ آئرن کی کمی ہو گئی ہے۔ خون کی کمی کے لئے یہ بہترین دوا ہے۔

نیٹرم فاس کا خون کے سرخ ذرات سے گہرا تعلق ہے۔ حالانکہ خون میں سرخ ذرات کی کمی میں فیرم میٹ یا فیرم فاس اصل دوائیں ہیں۔ لیکن بعض دفعہ یہ اکیلی کافی نہیں ہوتی۔ اس لئے نیٹرم فاس کو بھی ساتھ ملا لیں تو یہ خون کی کمی کا بہت اچھا نسخہ بن جاتا ہے۔

یہ تمام ادویات حسب ضرورت 6X، 30، اور 200 کی پوٹینسی میں استعمال کی جا سکتی ہیں۔

طنزومزاح

قسط دوم

زنانہ اردو خط وکتابت

امی جان کے نام

میری پیاری امی، مری جان امی!

بعد ادائے ادب کے عرض یہ ہے کہ یہاں پر ہر طرح سے خیریت ہے اور خیر و عافیت آپ کی خداوند کریم سے نیک مطلوب ہوں۔ صورت احوال یہ ہے کہ یہاں سب خیریت سے ہیں۔ والا نامہ آپ کا صادر ہوا۔ دل کو از حد خوشی ہوئی۔ چچا جان کے خسر صاحب کے انتقال پر ملال کی خبر سن کر دل کو از حد قلق ہوا۔ جب سے یہ خبر سنی ہے چچی جان دھاروں رو رہی ہیں۔ خلیفہ جی یہ سناؤنی لے کر پہنچے تو کسی سے اتنا نہ ہوا کہ ان کی دعوت ہی کر دیتا۔ میں نے سوچا کہ اگر ذرا سی الکسی ہو گئی تو خاندان بھر میں تھڑی تھڑی ہو جائے گی۔ فوراً خادمہ کو لے کر باورچی خانے میں پہنچی۔ اس نے جھپاک جھپاک آٹا گوندھا لیکن سالن قدرے تیز آنچ پر پک گئے، چنانچہ پھل پھلواری سے خلیفہ جی کی تواضع کی۔ بہت خوش ہوا۔ تائی صاحبہ نے خوان بھجوا کر حاتم کو شرمندہ کرنے کی کوشش کی۔ دوسرے روز ناشتے پر بھی بلوایا۔ 'اوچھے کے ہوئے تیتر باہر باندھوں کے بھیتر' یہ تائی صاحبہ بھی ہمیشہ اسی طرح کرتی رہتی ہیں رنگ میں بھنگ ڈال دیتی ہیں۔

الفت بیا آئی تھیں۔ تائی صاحبہ کا فرمانا ہے کہ یہ بچپن سے بہری ہیں۔ بہری وہری کچھ نہیں فقط وہ سنتی نہیں ہیں۔ کیا مجال جو آگے سے ایک لفظ بول جائے۔

گو دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن آپ کے ارشاد کے مطابق ہم سب ممانی جان سے ملنے گئے۔ وہاں پہنچے تو سارا کنبہ کہیں گیا ہوا تھا۔ چنانچہ چڑیا گھر دیکھنے چلے گئے۔ ایک نیا جانور آیا ہے جو زیبرا کہلاتا ہے۔ بالکل گدھے کا سپورٹس ماڈل معلوم ہوتا ہے۔ اچھا ہی ہوا کہ دیکھ لیا ورنہ ممانی جان کی طعن آمیز گفتگو سننی پڑتی۔

پڑھائی خوب زوروں سے ہو رہی ہے۔ پچھلے ہفتے ہمارے کالج میں مس سید آئی تھیں جنہیں حال میں ولایت سے کئی ڈگریاں ملی ہیں۔ بڑی قابل عورت ہیں۔ انہوں نے ''مشرقی عورت اور پردہ'' پر لیکچر دیا۔ ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ مس سید نے شائل کا ہلکا گلابی جوڑا پہن رکھا تھا۔ قمیض پر کلیوں کے سادہ نقش اچھے لگ رہے تھے۔ گلے میں گہرا سرخ پھول نہایت خوبصورتی سے ٹانکا گیا تھا۔ شفون کے آبی دوپٹے کا کام مجھے بڑا پسند آیا۔ بیضوی بوٹے جوڑوں میں کاڑھے ہوئے تھے۔ ہر دوسری

قطار کلیوں کی تھی۔ ہر چوتھی قطار میں دو پھول کے بعد ایک کلی کم ہو جاتی تھی۔ دوپٹے کا پلو سادہ تھا لیکن بھلا معلوم ہو رہا تھا۔ مس سید نے بھاری سینڈل کی جگہ لفٹی پہن رکھی تھی۔ کانوں میں ایک ایک نگ کے ہلکے پھلکے آویزے تھے۔ تراشیدہ بال بڑی استادی سے پرم (purm) کئے ہوئے تھے۔ جب آئیں تو کوٹی کی خوشبو سے سب کچھ معطر ہو گیا۔ لیکن مجھے ان کی شکل پسند نہیں آئی۔ ایک آنکھ دوسری سے کچھ چھوٹی ہے، مسکراتی ہیں تو دانت برے معلوم ہوتے ہیں۔ ویسے بھی عمر رسیدہ ہیں۔ ہوں گی ہم لڑکیوں سے کم از کم پانچ سال بڑی۔ ان کا لیکچر نہایت مقبول ہوا۔

آپ یہ سن کر پھولی نہ سمائیں گی کہ آپ کی پیاری بیٹی امور خانہ داری پر کتاب لکھ رہی ہے۔ مجھے بڑا غصہ آتا تھا جب لوگوں کو یہ کہتے سنتی تھی کہ پڑھی لکھی لڑکیاں گھر کا کام کاج نہیں کر سکتیں چنانچہ میں نے یہ آزمودہ ترکیبیں لکھی ہیں۔ جو ملک کے مشہور زنانہ رسالوں میں چھپیں گی۔ نمونے کے طور پر چند ترکیبیں نقل کرتی ہوں۔

لذیذ اورنج سکوائش تیار کرنا:

اورنج سکوائش کی بوتل لو۔ یہ دیکھ لو کہ بوتل اورنج سکوائش ہی کی ہے کسی اور چیز کی تو نہیں، ورنہ نتائج خاطر خواہ برآمد نہ ہوں گے۔ دوسری ضروری بات یہ ہے کہ مہمانوں اور گلاسوں کی تعداد ایک ہونی چاہئے۔ گلاسوں کو پہلے صابن سے دھلوا لینا اشد ضروری ہے۔ بعد ازیں سکوائش کو بڑی حفاظت سے گلاس میں انڈیلو اور پانی کی موزوں مقدار کا اضافہ کرو۔ مرکب کو چمچے سے تقریباً نصف منٹ ہلائیں۔ نہایت روح افزا اورنج سکوائش تیار ہو گا۔ موسم کے مطابق برف بھی استعمال کیا جا سکتا ہے (لیکن برف صابن سے دھلوا لینا نہایت ضروری ہے۔)

مزیدار فروٹ سلاد تیار کرنا:

مہمانوں کے یک لخت آ جانے پر ایک ملازم کو جلدی سے بازار بھیج کر کچھ بالائی اور ایک ٹین پھلوں کا منگاؤ۔ اس کے آنے سے پہلے ایک بڑی قاب کو صابن سے دھلوا لینا چاہئے، ورنہ بعض اوقات فروٹ سلاد میں اس کی خوشبو آنے لگتی ہے۔ اب ٹین کھولنے کا اوزار لے کر ٹین کا ڈھکنا کھولنا شروع کرو اور خیال رکھو کہ کہیں انگلی نہ کٹنے پائے۔ بہتر ہو گا کہ ٹین اور اوزار نوکر کو دے دو۔ اب پھلوں کو ڈبے سے نکال کے حفاظت سے قاب میں ڈالو اور بالائی کی ہلکی ہلکی تہہ جما لو۔ نہایت مزیدار اور مفرح فروٹ سلاد تیار ہے۔ نوش جان کیجئے۔

میز پوش سینا:

جس میز کے لئے پوش درکار ہوں۔ اس کا ناپ لو۔ بہتر ہو گا کہ کپڑے کو میز پر پھیلا کر لمبائی چوڑائی کے مطابق وہیں قینچی سے قطع کر لیا جائے۔ اب ہاتھ یا پاؤں سے چلنے والی سلائی کی مشین منگاؤ۔ سوئی میں دھاگہ پرو کر

میز پوش کے ایک کونے سے سلائی شروع کرو اور سیتی چلی جاؤ حتیٰ کہ وہی کونا آ جائے جہاں سے بخیہ شروع کیا تھا۔ اب میز پوش کو استعمال کے لئے تیار سمجھو۔ اگر سیتے وقت کپڑے کے دو چکر لگ جائیں تو دگنا پائیدار میز پوش تیار ہو گا۔ ضرورت کے مطابق بعد میں کسی سے بیل بوٹے کڑھوائے جا سکتے ہیں۔

کپڑے ڈرائی کلین کرنا:

مناسب کپڑے چن کر ایک سمجھدار ملازم کے ہاتھ ڈرائی کلین کی دکان پر بھجوا دو۔ بھیجنے سے پہلے بہتر ہو گا کہ صرف وہی کپڑے بھیجو جنہیں بعد میں پہچان سکو۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ واقعی کپڑے ڈرائی کلین کئے گئے ہیں ایک بڑی آزمودہ ترکیب ہے۔ کپڑوں کو سونگھ کر دیکھو، اگر پیٹرول کی بو آ رہی ہو تو سمجھ لو ٹھیک ہے۔ اب کپڑے ڈرائی کلین ہو چکے ہیں اور فوراً انہیں استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

سچ بتانا اچھی امی جان! آپ کو یہ ترکیبیں پسند آئیں؟ ایسے اور بہت سے نسخے بھی میرے پاس محفوظ ہیں جنہیں اگلے خط میں بھیجوں گی۔

میں علی الصبح اٹھتی ہوں۔ آپ کا ارسال شدہ ٹائم پیس اتنے زور سے بجتا ہے کہ رات کو اسے رضائی میں لپیٹ کر ایک کونے میں رکھنا پڑتا ہے۔ عید پر جو خالہ جان نے موٹاپے کا طعنہ دیا تھا۔ اس کے لئے بڑی کوشش کر رہی ہوں۔ فالتو چیزوں کا استعمال آہستہ آہستہ بند کر رہی ہوں۔ نشاستے سے پرہیز کرتی ہوں۔ کپڑوں تک میں سٹارچ (کلف) نہیں لگنے دیتی۔

ایک خوشخبری دینا تو بھول ہی گئی آپ کی پیاری بیٹی اس سال فارسی میں کالج میں دوم آئی ہے۔ یہ سب آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ورنہ لونڈی کس لائق ہے۔ یہ آپ سے کس نے کہا کہ میں کلاس میں دیر سے پہنچتی تھی۔ پہلا گھنٹہ فارسی کا ہوتا تھا اور فارسی میں صرف دو لڑکیاں تھیں نجمہ اور میں، شاید یہ اطلاع میری سہیلیوں میں سے نہیں بلکہ رشتہ داروں میں سے کسی نے پہنچائی ہے۔ بڑے جل ککڑے ہیں۔

اب خط ختم کرتی ہوں۔ میری طرف سے بزرگوں کی خدمت میں آداب۔ بچوں کو بہت بہت پیار۔ ہم عمروں کو سلام علیک۔

دیکھئے وہ کون سا مبارک دن ہوتا ہے کہ میں اپنی امی کو جھک کر آداب کروں اور امی جان مجھے کلیجے سے لگا لیں اور سدا لگائے رکھیں۔ آمین ثم آمین، فقط

ناچیز

آپ کی بیٹی

(شفیق الرحمٰن۔ اردو کا بہترین مزاحیہ ادب)

☆☆☆☆

یادِ رفتگان

ہماری پیاری امی

ہماری پیاری امی مکرمہ امتہ الکریم صاحبہ 4 مارچ 1957ء کو مکرم بشیر احمد صاحب سیالکوٹی آف 'ربوہ کلاتھ ہاؤس' کے ہاں پیدا ہوئیں۔ گریجویشن جامعہ نصرت ربوہ سے کی 1986ء میں ایم ایس سی (میتھ) پنجاب یونیورسٹی سے کرنے کے بعد ہمارے ہمارے والد حمید احمد صاحب (آف نجوال کینٹ نزد اٹک شہر) سے رشتہ ازدواج میں بندھ گئیں۔ 1984ء میں آپ نے گورنمنٹ کالج برائے خواتین اٹک شہر میں بحیثیت لیکچرار ملازمت اختیار کی اور اسی کالج میں اپنی وفات 28 جون 2012ء تک بطور اسٹنٹ پروفیسر خدمات انجام دیتی رہیں۔

امی مرحومہ کو ہڈیوں کا کینسر تھا پھر بھی آپ بیماری کا بڑی ہمت سے مقابلہ کرتی رہیں۔ جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو اپنے مولیٰ کے آگے جھکتیں اور ہمیں بھی یہی تعلیم دیتیں۔ شدید بیماری کی حالت میں بھی نماز کا وقت ہوتا تو کہتیں کہ میرے سر پر دوپٹہ دے دو مجھے نماز ادا کرنی ہے۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتیں اور ہمیں بھی باقاعدہ تلاوت کی عادت ڈالی۔ ہم سب بہن بھائیوں کو بھی قرآن کریم کا پہلا دور آپ نے خود مکمل کرایا۔ لازمی چندہ جات شرح کے مطابق باقاعدگی سے ادا کرتیں اور ہمیں بھی اس کا ایسا عادی بنایا کہ جیب خرچ کے علاوہ بھی کوئی آمد ہو جائے ہم اس پر بھی چندہ ادا کرتے ہیں۔

آپ نے کئی سال سیکرٹری مال لجنہ کے فرائض بھی انجام دیئے اور کمزور ممبرات لجنہ سے چندہ وصول کرنے اور ان کو مالی قربانی کا عادی بنانے میں خاص مہارت رکھتی تھیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ آپ چاق و چوبند شخصیت کی مالک تھیں۔ دین کا کوئی کام ہو یا گھر کا سستی اور کاہلی آپ کے قریب نہ پھٹکتی۔ ملازم پیشہ ہونے کے باوجود ساری زندگی گھر کے کام کاج خود کیئے۔ مہمان نوازی کا خلق آپ کی فطرتِ ثانیہ تھا۔ آپ ملنسار اور ہر دلعزیز شخصیت کی حامل تھیں۔ کالج کی تمام ساتھی اور ملنے والیاں آپ کے حسن اخلاق کی معترف تھیں۔ تمام جاننے والے اپنے ہوں یا غیر سب کی خوشی غمی میں ضرور شامل ہوتیں رسم و رواج سے دور رہتیں اور جماعتی روایات کی ہمیشہ پاسداری کرتیں۔ جب والدہ کی وفات ہوئی تو والد صاحب کا کہنا تھا کہ خدا کے کاموں پر افسوس یا دکھ کا اظہار نہیں کرتے جس کی چیز تھی وہ لے گیا۔ ان سب باتوں سے ہماری بہت تسلی ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ والدہ محترمہ کو جنت الفردوس میں بلند سے بلند مقام عطا فرماتا چلا جائے اور ہم سب کو ان کی نیکیوں کو آگے بڑھانے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

میری امی جان

ہمارے خاندان میں احمدیت کی نعمت میرے پڑدادا منشی خادم علی کے ذریعہ آئی۔ میری پیاری امی جان رابعہ اہلیہ محمود احمد ظفر (مرحوم) سابق کارکن خلافت لائبریری 8 مارچ 2014ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ میری پیاری امی جان صبر ورضا کا پیکر، محبتوں کا سمندر اپنے دل میں رکھنے والے ایک مثالی اور بہادر خاتون تھیں۔ وفات سے تین ماہ قبل فالج کے حملے سے بیمار ہوئی تھیں اور تین ماہ بیماری کا عرصہ بہت ہی صبر سے گزارا۔ آہ! وہ پیارا وجود! ہم سب بہن بھائیوں اور ہمارے بچوں کے ساتھ انتہائی محبت کرتی تھیں۔ بلکہ گھر کے کام والی ملازمہ کے ساتھ بھی پیار ومحبت کا سلوک تھا۔ ابو جان کی وفات کے بعد ہم سب بہن بھائیوں کو بہت ہمت وحوصلے سے پالا۔

میری امی جان بہت مہمان نواز تھیں۔ مہمانوں کے آنے پر ان کی بہت خاطر مدارت کرتیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار اور باقاعدہ قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھیں۔ چندہ جات باقاعدگی سے دیتیں۔ ہر کسی کے کام آتیں اور ہر ایک کا دکھ بانٹتیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب بہن بھائیوں کو ان کے بعد آپس میں پیار ومحبت سے جوڑے رکھے آمین۔

ایک محنتی کارکن

مکرمہ فرزانہ ناصر صاحبہ اہلیہ مرزا ناصر احمد صاحب 26 جنوری 2015ء بعمر 50 سال وفات پا گئیں۔ مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ انہوں نے ایک لمبے عرصہ تک مختلف شعبہ جات میں جماعتی خدمات انجام دیں۔ مرحومہ نے حلقہ احمد فیکٹری ایریا میں پندرہ سال سیکرٹری تربیت کا کام کیا۔ چار سال نائب صدر بھی رہیں۔ انچارج وقف جدید ناصرات کا کام بھی کرتی رہیں۔ چالیس سال کی عمر میں قرآن مجید باترجمہ پڑھا اور پھر ترجمۃ القرآن کی کلاسیں لگا کر دوسروں کو بھی قرآن مجید پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ بیماری کے دوران بھی جماعتی کام کرتیں رہیں۔ بڑے صبر اور حوصلے کی مالک تھیں۔ کبھی کسی نے ناشکری کے الفاظ ان کے منہ سے نہیں سنے۔ وفات سے چند دن پہلے جب کہ بیماری کی شدت اختیار کر گئی تھی تب بھی دوروں کے بارے میں اور نئی سیکرٹری کے ساتھ تعاون کرنے کی فکر لگی رہتی۔ جماعتی خدمت کا جذبہ جنون کی حد تک تھا۔

ڈیڑھ سال پہلے ڈاکٹر نے ہیپاٹائٹس کی تشخیص کی کافی علاج وغیرہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا یہی تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور مرحومہ کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواستِ دعا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب پیدا ہونے والے بچوں کو صحت وتندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ نیک بخت خادم دین اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے والے تمام بچوں کو کامیابیاں مبارک کرے اور ترقیات عطا کرے۔ تمام رشتوں کو ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ کرے۔ سب کے مقاصد عالیہ کو پورا فرمائے اور دینی و دنیوی حسنات سے وافر حصہ عطا فرمائے آمین۔

ولادت

ولادت کی خوشی میں درخواستِ دعا:

(دارالعلوم شرقی نور، برکت) مکرمہ مبارکہ ناہید صاحبہ، مکرمہ جمیلہ کوثر صاحبہ،

(شکور پارک) مکرمہ طیبہ محمود صاحبہ،

(دارالصدر غربی لطیف) مکرمہ صالحہ مصطفیٰ صاحبہ،

(دارالرحمت غربی الف) مکرمہ فہمیدہ احمد صاحبہ،

(دارالنصر غربی 2 منعم) مکرمہ ثناء فضل صاحبہ،

(دارالنصر وسطی 1) مکرمہ بلقیس بیگم صاحبہ۔

فیصل آباد: (121/ج ب گوکھوال) بشریٰ عارف صاحبہ، (شاہ تاج شوگر ملز) سعدیہ زاہد حسین صاحبہ۔

سرگودھا: (شہر) ساجدہ مظفر صاحبہ، (88 شمالی) خولہ نواب صاحبہ۔

آمین و کامیابی

ربوہ: (دارالعلوم شرقی برکت) مکرمہ ناہید صداقت صاحبہ۔

فیصل آباد: (121/ج ب گوکھوال) منیب احمد صاحب فرزان احمد صاحب، (شاہ تاج شوگر ملز) سعدیہ زاہد حسین صاحبہ، عظمیٰ ریاض صاحبہ، ریا حسن صاحبہ، فرزانہ مجیب صاحبہ، نورین سلطانہ صاحبہ۔

راولپنڈی: (واہ کینٹ) مسز عبداللہ صاحبہ،

سرگودھا: (شہر) نگہت سلیم صاحبہ۔

اسلام آباد: مسز عالیہ شفیق صاحبہ۔

ساہیوال: (شہر) بشریٰ حفیظ صاحبہ۔

نکاح وشادی

جن بہنوں نے نکاح وشادی کی خوشی میں اعانت دی ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:

ربوہ: (دارالنصر شرقی نور) مکرمہ سعدیہ مالک صاحبہ، مکرمہ صائمہ اعجاز صاحبہ،

(دارالنصر غربی منعم) مکرمہ عائشہ داؤد صاحبہ،

(دارالصدر غربی لطیف) مکرمہ رضیہ نصیر صاحبہ۔

(دارالصدر شرقی الف) مکرمہ امۃ الکریم صاحبہ،

(نصیر آباد سلطان غربی) مکرمہ آنسہ وارث صاحبہ،

(دارالنصرت) مکرمہ مریم اظہار صاحبہ، مکرمہ شازیہ منیر صاحبہ،

(دارالعلوم جنوبی بشیر 1) مکرمہ مبشرہ شوکت صاحبہ۔

فیصل آباد: (دارالذکر) امۃ المتین صاحبہ۔
منڈی بہاؤالدین: (شاہ تاج شوگر ملز) منصورہ محمود صاحبہ۔
سرگودھا: (88 شمالی) عدیلہ نواب صاحبہ، عاصمہ سجاد صاحبہ۔

متفرق

دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے درخواستِ دعا:

ربوہ: (دارالعلوم شرقی برکت) مکرمہ شمیم سیال صاحبہ، (دارالعلوم وسطی) مکرمہ نصرت رفیع صاحبہ، (دارالصدر جنوبی 1) مکرمہ عطیۃ المجیب صاحبہ، مکرمہ امۃ النور صاحبہ، (بشیر آباد) مکرمہ ساجدہ خلیل صاحبہ، (دارالنصر شرقی محمود) مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ، مکرمہ سائرہ جمیل صاحبہ، (دارالشکر جنوبی) مکرمہ کشور سمیرا امین صاحبہ، (نصیر آباد سلطان شرقی) مکرمہ شفقت کوثر صاحبہ، (دارالبرکات 1) مکرمہ ذکیہ مجیرہ صاحبہ، (نصیر آباد رحمان شمالی) مکرمہ رضیہ بشیر صاحبہ، مکرمہ مصباح ناہید صاحبہ، مکرمہ ناصرہ پروین صاحبہ، (شکور پارک، دارالرحمت شرقی الف، دارالنصر، دارالنصر وسطی 1، باب الابواب غربی 2) سے ممبرات لجنہ اماء اللہ۔ (دارالنصر شرقی محمود) رضوانہ محمود مدثر صاحبہ، (ناصر آباد جنوبی) مدیحہ سرفراز صاحبہ، (بشیر آباد) ممتاز ناہید صاحبہ، (دارالنصر شرقی نور) حنیفہ امین صاحبہ، (دارالنصر شرقی محمود) نائلہ بشریٰ صاحبہ، رضیہ نصیب صاحبہ، امۃ الحناء صاحبہ، (دارالعلوم وسطی) آنسہ احمد نصرت رفیع صاحبہ، (دارالعلوم غربی سلام) عطیۃ الحیٔ صاحبہ، (دارالعلوم غربی صادق، دارالرحمت شرقی راجیکی، دارالصدر شمالی ہدیٰ، باب الابواب شرقی، نصرت آباد، دارالنصر شرقی محمود) سے ممبرات لجنہ اماء اللہ، (دارالعلوم غربی ثناء) امۃ القدیر صاحبہ، (رحمٰن کالونی) بانو بیگم صاحبہ، (دارالنصر غربی اقبال، حبیب) عابدہ ناصر صاحبہ، طاہرہ انعم صاحبہ، (دارالرحمت وسطی 1) نصیرہ لیاقت صاحبہ، (کہکشاں کالونی) راشدہ منان صاحبہ، (دارالصدر جنوبی 3) امۃ المنان صاحبہ، (دارالنصر غربی اقبال 3) بشریٰ صدف صاحبہ، (دارالفتوح غربی) شازیہ طارق صاحبہ، (دارالانوار) شمائلہ نصیر صاحبہ، (نصیر آباد سلطان شرقی) بشریٰ حبیب صاحبہ، (دارالصدر شمالی انوار، دارالفضل غربی فضل۔

لاہور: (بیت التوحید) مجلس۔

فیصل آباد: (312 ج ب) صدف نصر اللہ صاحبہ، (121 ج ب) ممبرات لجنہ، (دارالذکر) ممبرات عاملہ مقامی مجلس، (زبیر کالونی، Y بلاک، مسعود آباد، نذیر کالونی، خان ماڈل، ڈی ٹائپ، نعمت کالونی، پیپلز کالونی، گارڈن کالونی) سے ممبرات لجنہ اماء اللہ دعا کی درخواست کرتی ہیں۔